http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۳ تا ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۰ تا ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۴۲، ۴۳

عیسائیت اور قادیانیت کی یلغار

آہ! جمہوری شہزادے سیاسی رانیاں!

۲۹۵-سی کے خلاف برطانیہ کی مذموم کوشش

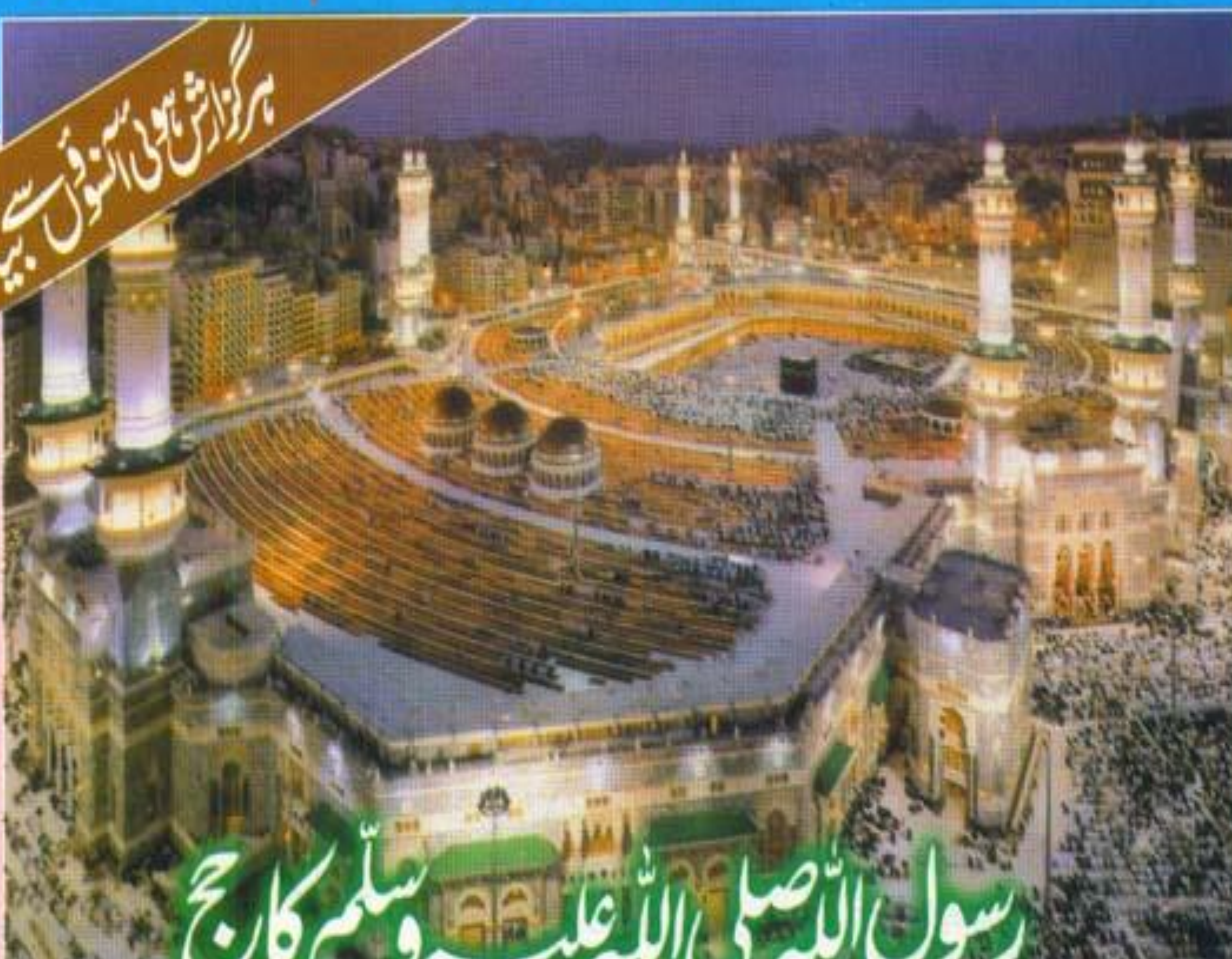

قیمت: ۵ روپے

حج کے دوران قربانی

کیا حاجی پر عید کی قربانی بھی واجب ہے:

س..... جو حضرات پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں اور اگر ایک قربانی کردی ہو تو اب کیا کیا جائے؟

ج..... جو حاجی صاحبان مسافر ہوں اور انہوں نے حج تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف حج کی قربانی واجب ہے اور اگر انہوں نے حج مفرد کیا ہو تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرط استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

کیا دوران حج مسافر کو قربانی معاف ہے:

س..... کیا مسافرت میں قربانی معاف ہے' دوران حج جب کہ حالت سفر ہوتی ہے اس وقت بھی قربانی معاف ہے؟

ج..... دوران سفر عام طور پر حاجی سفر میں ہوتا ہے اس لئے اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں' البتہ اگر حاجی نے حج تمتع یا حج قران کا احرام باندھا ہے تو اس پر اس حج کی قربانی واجب ہوگی عیدالاضحیٰ کی نہیں۔ البتہ اگر عیدالاضحیٰ کی قربانی بھی کرے تو ثواب ہوگا۔

حج افراد میں قربانی نہیں چاہے پہلا ہو یا دوسرا' تیسرا:

س..... ہمارا تیسرا حج ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی صرف پہلے حج پر لازمی ہے؟

ج..... حج افراد میں قربانی نہیں ہوتی۔ خواہ پہلا ہو یا دوسرا' تیسرا اور تمتع یا قران ہو تو قربانی لازم ہے۔ خواہ پہلا ہو یا دوسرا' تیسرا۔

حج میں قربانی کریں یا دم شکر:

س..... اب تک تو میں نے سنا تھا کہ قربانی ایک ہوتی ہے جو کہ عرصہ سے ہم لوگ کرتے آئے ہیں۔ آج ہمارے ایک مولوی صاحب نے بتلایا کہ قربانی کے دنوں میں جو قربانی ہوتی ہے وہ دم ہے حج کا اور قربانی کا کرنا حاجی پر ضروری نہیں کیونکہ حاجی مسافر ہوتا ہے' پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ بات کہاں تک درست ہے؟

ج..... جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر حج کی وجہ سے قربانی واجب ہے اس کو دم شکر کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر حج و عمرہ میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے بھی بعض صورتوں میں قربانی واجب ہو جاتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔

بقر عید کی عام قربانی دو شرطوں کے ساتھ واجب ہے' ایک یہ کہ آدمی مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ دوم یہ کہ حج کے ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد اس کے پاس قربانی کی گنجائش ہو۔ اگر مقیم نہیں تو قربانی واجب نہیں اور اگر حج کے ضروری اخراجات کے بعد قربانی کی گنجائش نہیں تب بھی اسکے ذمہ قربانی واجب نہیں۔

رمی مؤخر ہونے پر قربانی بھی بعد میں ہوگی:

س..... ہجوم وغیرہ کی وجہ سے اگر عورت رات تک رمی مؤخر کرے تو کیا اس کے حصے کی قربانی پہلے کی جاسکتی ہے؟

ج..... جس شخص کا تمتع یا قران کا احرام ہو اس کے لئے رمی اور قربانی میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رمی کرے' پھر قربانی کرے' پھر احرام کھولے۔ پس جس عورت نے تمتع یا قران کیا ہو اگر وہ ہجوم کی وجہ سے رات تک رمی کو مؤخر کرے تو قربانی کو بھی رمی سے فارغ ہونے تک مؤخر کرنا لازم ہوگا۔ جب تک وہ رمی نہ کرے اس کے حصہ کی قربانی نہیں ہو سکتی اور جب تک قربانی نہ ہو جائے اس کا احرام نہیں کھل سکتا۔

کسی ادارہ کو رقم دے کر قربانی کروانا:

س..... حج کے موقع پر ایک ادارہ رقم لے کر رسید جاری کرتا ہے اور وقت دے دیتا ہے کہ فلاں وقت تمہاری طرف سے قربانی ہو جائے گی' چنانچہ فلاں وقت بال کٹوا کر احرام کھول دیا لیکن بغیر تصدیق کے بال کٹوا کر احرام کھولنا چاہئے یا نہیں؟

ج..... اگر قربانی سے پہلے بال کٹوا دیئے جائیں تو دم لازم آتا ہے' چونکہ اس صورت میں یہ یقین نہیں کہ احرام کھولنے سے پہلے قربانی ہوگئی' اس لئے یہ صورت صحیح نہیں۔

حاجی کا قربانی کے لئے کسی جگہ رقم جمع کروانا:

س..... قربانی کے لئے مدرسہ صولتیہ میں رقم جمع کروائی۔ اپنے ہاتھ سے یہ قربانی نہیں کی یہ عمل صحیح ہوا؟

ج..... حاجی کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں: (۱)..... رمی' (۲)..... قربانی' (۳)..... حلق' (۴)..... طواف افاضہ۔ پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے' یعنی سب سے پہلے رمی کرے' پھر قربانی کرے (جبکہ حج تمتع یا قران کیا ہو) اس کے بعد بال کٹائے' اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رکھی مثلاً رمی سے پہلے قربانی کردی۔ یا حلق کرالیا' یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دم واجب ہے۔ اب آپ نے جو صولتیہ میں رقم جمع کروائی تو ضروری تھا کہ وہ قربانی آپ کی رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو' اگر آپ نے رمی نہیں کی تھی کہ انہوں نے آپ کی طرف سے قربانی کردی تو دم لازم آیا' یا انہوں نے قربانی نہیں کی تھی اور آپ نے حلق کرالیا تب بھی دم لازم آگیا۔ اس لئے ان سے تحقیق کرلی جائے کہ انہوں نے قربانی کس وقت کی تھی۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ آپ نے حج قران یا تمتع کیا ہو لیکن اگر آپ نے صرف حج مفرد کیا تھا تو قربانی آپ کے ذمہ واجب نہیں تھی اور آپ رمی کے بعد حلق کرا سکتے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ۱۸ | ۱۶ تا ۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۰ تا ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء | شمارہ ۴۲/۴۳

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

- حکومت کی ضمانت / جناب محمود احمد غازی کی یقین دہانی .... (اداریہ) 4
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج .... (علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز) 6
- ہر گزرش ہوئی آنسوؤں سے یاں .... (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) 10
- ۲۹۵ سی کے خلاف قادیانیوں کی مذموم کوشش .... (حشمت حبیب ایڈووکیٹ) 15
- عیسائیت اور قادیانیت کی یلغار .... (حافظ عبدالوحید) 17
- مرزائیوں کا نصب العین قادیانی ریاست کا قیام .... (جناب ارشاد اللہ کمال) 19
- آمرانہ جمہوری شعور سے سیاسی رہنما .... (مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی) 24
- قادیانی صفت منافق کا یارانہ .... (مولانا اشرف کھوکھر) 26

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹/۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۸۰۳۲۰

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس
35, STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت کی وضاحت...... جناب محمود احمد غازی کی یقین دہانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے موجودہ حکومت کے قیام کے وقت سے ہی یہ مطالبہ شدت کے ساتھ کیا گیا کہ عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق اور اسلامی دفعات کو شامل کیا جائے۔ جمعیت علماً اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمن صاحب بھی اس مطالبے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ نہ صرف شریک تھے بلکہ انہوں نے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا بھی اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماً اسلام کا ایک وفد حضرت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خواجگان خان محمد صاحب' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مد ظلہ اور مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے حکم سے سیکورٹی کونسل کے رکن جناب محمود احمد غازی سے ملاقات کی اور اسی طرح جنرل مشرف صاحب سے بھی رابطہ قائم کیا گیا اور ان کو خطوط کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماً اسلام کے اس مطالبے سے آگاہ کیا۔ جناب محمود احمد غازی صاحب نے ملاقات سے قبل ہی جنرل مشرف اور وزیر قانون وغیرہ وغیرہ کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کیا اور ان کے درمیان طے پایا کہ وزارت قانون اس سلسلے میں وضاحت جاری کرے۔ ۲۵ / فروری کو جب مولانا محمد شریف امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد' مفتی محمد ابرار سیکریٹری مولانا فضل الرحمن و نمائندہ جمیعت علماً اسلام اور راقم الحروف' جناب محمود احمد غازی صاحب سے ملاقات کے لئے پہنچے تو اخبارات میں وہ وضاحت جاری ہو چکی تھی' جس کے مطابق وزارت قانون نے اعلامیہ جاری کیا تھا کہ آئین کے معطل ہونے کی وجہ سے جو یہ تاثر پھیلایا جارہا ہے کہ قادیانیت سے متعلق ترامیم معطل ہو چکی ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس بھی معطل ہے اور آئین کی اسلامی دفعات بھی غیر موثر ہیں۔ یہ تاثر صحیح نہیں۔ آئین من الحیث الدین تو معطل ہے لیکن اس کی تمام دفعات خاص کر امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور قادیانیوں سے متعلق ترامیم اور اسلامی دفعات باقی ہیں اور عدالتیں اس کے تحت فیصلے کر رہی ہیں۔ قادیانی اور اپنے آپ کو احمدی کہنے والے لاہوری غیر مسلم اقلیت ہیں اور اس کے بارے میں کسی قسم کی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہر حال جناب محمود احمد غازی صاحب نے ملاقات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے اس بروقت انتباہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ :

> "آئین کی یہ دفعات صرف عارضی طور پر ہی محفوظ نہیں بلکہ عدلیہ کے تمام فیصلوں کی وجہ سے یہ آئین اور قانون کا حصہ بن چکی ہے' اس لئے اس کے ختم ہونے کا سوال ہی اب پاکستان میں پیدا نہیں ہو سکتا اور اس کو کوئی ختم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا' جس طرح اسمبلی نے اس پر بحث و مباحثہ کر کے ترمیم منظور کی ہے اسی طرح تمام ہائی کورٹ 'سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ صرف ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا ہے' اس لئے اگر کسی حکومت نے خدانخواستہ ایسی کوشش بھی کی تو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیں گے' اس لئے یہ بات کسی طور پر درست نہیں کہ ان ترامیم کو معطل کیا گیا ہے اسی طرح عبوری آئین پر حلف اٹھانے کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ اب اس آئین کے مطابق فیصلے نہیں کریں گے' بلکہ وہ تمام جج آئین کی ان تمام دفعات کے پابند ہیں' اسی طرح یہ تاثر بھی درست نہیں کہ حلف میں کسی قسم کی تبدیلی کی گئی ہے اور اس میں سے مسلم ہونے کا لفظ نکال دیا گیا ہے کیونکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں کہ حلف میں مسلم کا لفظ تھا' مسلم کا لفظ صرف صدر اور وزیر اعظم کے لئے ہے اور ان کے حلف اب بھی ان الفاظ میں موجود ہیں' اس کے علاوہ سیکورٹی کونسل کے لئے جو ضابطے مقرر ہیں اس میں واضح طور پر درج ہے کہ

سیکورٹی کونسل کے ارکان ملک کو قرارداد مقاصد کے تحت چلانے کے پابند ہیں' جب ان کے لئے قرارداد ملک کی شرط ہے تو پھر کس طرح اسلامی دفعات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح محمود احمد غازی صاحب نے اس بات کی بھی تردید کی کہ کونسل کے ارکان یا جنرل مشرف کے اردگرد قادیانی ہیں' انہوں نے کہا کہ بعض لوگوں خاص کر انیس باجوہ' طارق عزیز' امتیاز احمد کے متعلق پروپیگنڈہ کیا گیا تھا لیکن ان سب لوگوں نے اس کی تردید کی۔"

بہر حال انہوں نے حکومت کے اس عزم کا اعادہ کیا کہ قادیانیت سے متعلق ترامیم یا اسلامی دفعات کو کسی صورت میں ختم ہونے نہیں دیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس وضاحت پر مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ان کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا اور حکومتی اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے واضح کیا کہ قادیانی گروہ ایسے ہی اوقات میں شرارت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صدر ایوب خان' جنرل یحییٰ' ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانی مشیروں نے ہی خراب کیا اور جنرل ضیاالحق مرحوم کو شروع میں قادیانی مشیروں نے گھیرنے کی کوشش کی' لیکن علماکرام کے بروقت انتباہ کی وجہ سے بچ گئے اس لئے ہم ہر حکمران کو اس کی غلط روش پر متنبہ کرتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے انگریزوں کے دور میں بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کیا' قربانیاں دیں' جیلوں میں گئے' قیام پاکستان کے بعد قربانیاں دیتے رہے' ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا' ایک لاکھ سے زائد افراد اسیر ہوئے' ۱۹۷۴ء میں قربانیاں دیں' آخر کار قادیانیوں / لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

بہر حال حکومت کی اس وضاحت پر ہم شکر گزار ہوتے ہوئے یہی اپیل جاری رکھیں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں کی سرگرمیوں پر مکمل نگاہ رکھی جائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں سے ملک وملت کے غداروں کا سا سلوک کیا جائے۔

امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عمل کی ضرورت

امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے۔ مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں نہیں بنا سکتے۔ خلفاً وغیرہ کے نام استعمال نہیں کرسکتے' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی گروہ کی جانب سے مسلسل اس قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں بنائی جارہی ہیں' خلفاً وغیرہ کے نام استعمال کر رہے ہیں' اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ آویزاں کر کے کلمہ طیبہ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں' قرآن مجید کی آیات میں تحریف کر کے غلط تشریح کرتے ہیں۔ اس صورت حال میں اشتعال پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے' اس لئے حکومت سے مطالبہ ہے کہ مساجد کی شکل میں قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو ختم کیا جائے' لاہور میں قادیانی اپنی عبادت گاہ میں دوسرا مینارہ تعمیر کر کے دفعہ ۲۹۵۔ اے کے تحت خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں' اس پر پابندی لگا کر اور قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے۔

مری روڈ کی توسیع کا منصوبہ اور قادیانی عبادت گاہ

گزشتہ سال سے مری روڈ کی توسیع کا منصوبہ شروع کیا گیا اور ۵ مساجد کو منہدم کر کے روڈ کی توسیع کی گئی۔ نصف کام مکمل کر دیا گیا' اب نصف کام التوا میں ڈال دیا گیا ہے' کیونکہ روڈ پر قادیانی عبادت گاہ آرہی ہے' حالانکہ فیصلے کے تحت اس کا اگلا حصہ منہدم ہونا تھا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر مری روڈ کی توسیع کی جائے اور فیصلے کے مطابق قادیانی عبادت گاہ کا اگلا حصہ ختم کیا جائے تاکہ مسلمانوں کی پریشانی دور ہو۔

☆☆☆☆ .... ☆☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی عبدہ و رسولہ نبینا محمد' وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

اے بیت اللہ الحرام کا حج کرنے والے مسلمانو! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے' گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے' میں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس طرح مناسک حج کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح اسے پسند ہو' تمہارے حج کو شرف قبولیت سے نوازے اور تمہیں اپنے اپنے ملکوں میں صحت و سلامتی اور تندرستی کے ساتھ واپس لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے مسلمانو! میری تم سب کے لئے وصیت یہ ہے کہ تمام حالات میں تقویٰ اور خشیت الٰہی کو اختیار کرو' اس کے دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرو اور اس کے غضب اور ناراضگی کے اسباب سے جو اہم فرائض اور اعظم واجبات میں سے سر فہرست اللہ تعالیٰ کی توحید اور تمام عبادات میں اسی کے لئے اخلاص ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام اقوال و اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع بھی پیش نظر رہے' تمام مناسک حج اور تمام عبادات کو اس طرح ادا کیا جائے جس طرح انہیں ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و خلیل نبینا و امامنا وسیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حکم دیا ہے اسی طرح سب سے عظیم منکر اور سب سے خطرناک جرم اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ شرک ہے' شرک کے معنی یہ ہیں عبادت یا عبادت کے کچھ حصے کو غیر اللہ کے لئے انجام دے دیا جائے' یہ ناقابل معافی جرم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ : "یقیناً اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (ہر گناہ) جس کو چاہے بخش دے گا۔" (النساء : ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :

ترجمہ : "اور (اے محمدؐ) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔" (الزمر : ۶۵)

اے بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام! ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد اپنی حیات پاک کے آخر میں صرف ایک ہی حج کیا ہے' جسے حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے' اسی حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل کے ساتھ مناسک حج کی تعلیم بھی دی اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ :

"لوگو! تم مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو۔"

لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ حج کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو پیش نظر رکھیں اور مناسک حج اس طرح ادا کریں' جس طرح انہیں ادا کرنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' آپ ہی معلم و مرشد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور تمام بندگان الٰہی کے لئے حجت بنا کر مبعوث فرمایا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کے رسول کی اطاعت کریں کیونکہ آپ کی اتباع و اطاعت ہی جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا سبب ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس بات کی بھی دلیل ہے کہ بندوں کو اپنے رب سے سچی محبت ہے' نیز یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت کی علامت بھی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ : "جو (چیز حکم) تم کو پیغمبر علیہ السلام دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔" (الحشر : ۷)

نیز فرمایا

ترجمہ : "اور نماز پڑھتے رہو' زکوٰۃ دیتے رہو اور (اللہ کے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔" (النور : ۵۶)

اور فرمایا

ترجمہ : "جس شخص نے رسول کی فرمانبرداری کی بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔" (النساء : ۸۰)

اور فرمایا

ترجمہ : "یقیناً تمہارے لئے رسول

اللہ (کی ذات) میں عمدہ (بہترین) نمونہ ہے' (یعنی) ہر اس شخص کے لئے جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔" (الاحزاب :۲۱)

اور فرمایا:

ترجمہ :"اور شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے گا' اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا' جن میں نہریں بہہ رہی ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (یہ) بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا' وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔" (النساء : ۱۴'۱۳)

نیز فرمایا:

ترجمہ :"اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو اللہ اور اس کے رسول پیغمبر امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور تم ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔" (الاعراف : ۱۵۸)

مزید فرمایا:

ترجمہ :"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔" (آل عمران :۳۱)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں لہٰذا آپ کے لئے اور اپنے لئے میری یہی وصیت ہے کہ تمام حالات میں تقویٰ الٰہی کو اختیار کیا جائے اور صدق دل کے ساتھ اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی اتباع کی جائے تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت و نجات حاصل کی جائے۔

اے بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام! جب ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ تھی تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے' آپ نے حضرات صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ اپنی رہائش گاہوں سے حج کا احرام باندھ لیں اور منیٰ کی طرف روانہ ہوں' آپ نے انہیں طواف وداع کا حکم نہیں دیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے خواہ اس کا تعلق اہل مکہ سے ہو یا ان لوگوں سے جو مکہ میں باہر سے آکر مقیم ہوں یا عمرہ کا احرام کھول کر حلال ہونے والوں سے یا دیگر حجاج کرام سے ہو وہ آٹھ تاریخ کو حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہو' اسے کعبہ کے طواف وداع کے لئے مسجد حرام میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمان کے لئے یہ مستحب ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت بھی اسی طرح غسل خوشبو اور صفائی کا اہتمام کرے' جس طرح میقات سے احرام باندھتے وقت کیا تھا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسی طرح حکم دیا تھا جب انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن مکہ میں داخلہ کے وقت ان کے ایام شروع ہوئے اور منیٰ کی طرف جانے سے پہلے ان کے لئے طواف مشکل تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ غسل کرکے حج کا احرام باندھ لیں' چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا تو ان کا یہ حج قران ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ نے ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں منیٰ میں ادا فرمائی' ان نمازوں کو قصر تو کیا لیکن انہیں جمع کرکے نہیں بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کی وجہ سے سنت یہی ہے کہ اس دن نمازوں کو قصر لیکن جمع کئے بغیر ادا کیا جائے' حاجیوں کے لئے اس سفر میں مسنون یہ ہے کہ وہ تلبیہ' اللہ عزوجل کے ذکر' قرآن مجید کی تلاوت اور نیکی کے دیگر کاموں مثلاً دعوت الی اللہ' امر بالمعروف نہی عن المنکر اور فقراء کے ساتھ احسان وغیرہ میں مشغول رہیں' جب عرفہ کے دن سورج طلوع ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ عرفات کی طرف روانہ ہوئے' کچھ لوگوں کی زبان پر تلبیہ تھا اور کچھ تکبیرات پڑھ رہے تھے' جب آپ عرفات پہنچے تو آپ بالوں سے بنائے گئے ایک قبہ میں فروکش ہوئے' جو خالص طور پر آپ کے لئے لگایا گیا تھا' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سائے سے استفادہ کیا تو معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خیموں اور درختوں کے سائے سے استفادہ کریں۔

جب سورج ڈھل گیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سواری پر سوار ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ دیا' انہیں وعظ و نصیحت کی' مناسک حج سکھائے' سود اور اعمال جاہلیت سے ڈرایا اور انہیں بتایا کہ ان کے خون' مال اور عزتیں ان پر حرام ہیں' آپ نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل پیرا ہوں، جہاں کہیں بھی ہوں اس پر عمل کریں، خصوصاً مسلمانوں کے تمام حکمرانوں پر بھی یہ واجب ہے کہ وہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لیں اور تمام امور ومعاملات میں انہی کے مطابق عمل کریں، اپنی اپنی قوموں سے بھی ان کے مطابق عمل کرائیں کیونکہ دنیا وآخرت میں عزت، سربلندی، سعادت اور نجات کی یہی راہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو میدان عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں قصر وجمع، جمع تقدیم کے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھائیں، پھر اپنے موقف کی طرف متوجہ ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، اس دن آپ نے روزہ بھی نہیں رکھا ہوا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے شرعی حکم یہی ہے کہ وہ اسی طرح کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں کیا تھا یعنی اللہ کے ذکر دعا اور تلبیہ میں غروب آفتاب تک مشغول رہیں، دعا ہاتھ اٹھا کر کریں اور اس دن روزہ بھی نہ رکھیں۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس طرح اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ عرفہ کے دن لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اس طرح کسی اور دن اللہ تعالیٰ کثرت سے آزاد نہیں کرتا، اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور ان کی وجہ سے اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار فرماتا ہے۔"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کی طرف دیکھو! یہ میرے پاس پراگندہ حال میں غبار آلود آئے ہیں، یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں، لہٰذا میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے ان بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔"

صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

"میں یہاں کھڑا ہوا ہوں لیکن سارا عرفہ موقف ہے۔"

غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں آپ نے مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں، دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک مگر اقامتیں دو تھیں مزدلفہ ہی میں آپ نے شب بسر فرمائی، نماز فجر بھی آپ نے یہاں ادا فرمائی، فجر کی دو سنتیں بھی پڑھیں، اذان بھی ایک اور اقامت بھی ایک تھی، پھر آپ مشعر کے پاس تشریف لے آئے، یہاں آپ نے اللہ کا ذکر کیا، تکبیر و تہلیل اور دعا میں مصروف رہے، دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی اور فرمایا کہ:

"میں یہاں کھڑا ہوا اور سارا مزدلفہ موقف ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ سارا مزدلفہ حاجیوں کے لئے موقف ہے، ہر حاجی اپنی جگہ رات بسر کر سکتا ہے اور اپنی جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور استغفار کر سکتا ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ ضرور اسی جگہ کھڑا ہو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ کی رات کمزوروں کو یہ اجازت دے دی تھی کہ وہ رات کے وقت ہی منیٰ کی طرف جا سکتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ اس رخصت پر عمل کی وجہ سے اگر عورتیں، مریض، بوڑھے اور جوان کے تابع ہوں اگر رات کے آخری نصف حصہ میں مزدلفہ سے منیٰ چلے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں تا کہ رخصت پر عمل بھی ہو جائے اور بھیڑ کی وجہ سے مشقت سے بھی بچ جائیں، نیز یہ لوگ جمرہ کو رات کے وقت بھی رمی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہن سے یہ ثابت ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت عطا فرمادی تھی اور پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو آپ تلبیہ کہتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، جمرہ عقبہ کا قصد فرمایا اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ آپ اللہ اکبر پڑھتے تھے، پھر آپ نے قربانی کے جانور کو نحر کیا، پھر سر مبارک منڈایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی، پھر آپ نے یہاں سے بیت اللہ شریف کا قصد فرمایا اور طواف کیا، قربانی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کسی نے رمی سے پہلے قربانی کر لی یا ذبح سے قبل حجامت بنوالی یا رمی سے قبل بیت اللہ چلا گیا تو ان تمام سوالوں کے جواب میں آپ نے فرمایا: "لا حرج" اس میں کوئی حرج نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس دن تقدیم یا تاخیر کی جس صورت کے بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اب کر لو کوئی حرج نہیں" چنانچہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ! میں نے طواف سے قبل سعی کر لی ہے تو آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں" تو اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے سنت یہ ہے کہ عید کے دن وہ رمی

جمرہ سے آغاز کریں پھر قربانی کریں اگر ان پر ہدی لازمی ہو پھر بال منڈوائیں یا کتروائیں لیکن یاد رہے بال کتروانے سے منڈوانا افضل ہے کہ بال منڈوانے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار مغفرت اور رحمت کی دعا فرمائی تھی اور بال کتروانے والوں کے لئے صرف ایک بار دعا فرمائی تھی۔ اس سے حاجی کو تحلل اول حاصل ہو جاتا ہے یعنی اب وہ سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے' خوشبو استعمال کر سکتا ہے اور عورت کے سوا ہر وہ چیز اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی اور پھر وہ بیت اللہ جائے اور عید کے دن یا اس کے بعد طواف کرے...... اور اگر متمتع ہو تو صفا و مروہ کی سعی بھی کرے اور اس سے اس کے لئے عورت سمیت ہر وہ چیز حلال ہو جائے گی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔

اگر حاجی مفرد یا قارن ہے تو اس کے لئے وہ پہلے سعی ہی کافی ہو گی جو اس نے طواف قدوم کے ساتھ کی تھی اور اگر اس نے طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی تھی تو اب طواف افاضہ کے ساتھ اس کے لئے سعی واجب ہو گی۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ واپس تشریف لے آئے اور آپ نے عید کا باقی دن اور گیارہ' بارہ اور تیرہ کے ایام یہیں گزارے' ان ایام تشریق میں سے ہر دن آپ زوال کے بعد رمی جمار کرتے' ہر جمرہ کو سات کنکریاں مارتے' ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پڑھتے' جمرہ اولیٰ و ثانیہ کی رمی سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے' دعا کے وقت آپ جمرہ اولیٰ کو اپنی بائیں طرف اور ثانیہ کو دائیں طرف کر لیتے لیکن تیسرے جمرہ کے پاس آپ نہیں ٹھہرتے تھے' پھر تیرہ تاریخ کو رمی جمار کے بعد آپ روانہ ہوئے اور مقام ابطح میں قیام فرمایا اور ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں۔ رات کے آخری پہر آپ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی' طواف وداع فرمایا اور چودہ تاریخ کو نماز فجر کے بعد آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لئے سنت یہی ہے کہ وہ ایام منیٰ میں اسی طرح کریں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی ہر روز زوال کے بعد تینوں جمروں کو رمی کی جائے' ہر جمرہ کو سات سات کنکریاں ماری جائیں' ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پڑھا جائے' پہلی رمی کے بعد رک کر قبلہ رخ ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی جائے کہ جمرہ بائیں طرف ہو' دوسری رمی کے بعد بھی اسی طرح کیا جائے اور دعا کے وقت جمرہ کو اپنے دائیں طرف رکھا جائے' اس طرح کرنا مستحب ہے ۔واجب نہیں ہے اور تیسری رمی کے بعد وقوف نہ کیا جائے' اگر زوال کے بعد اور غروب آفتاب سے قبل رمی آسانی سے ممکن نہ ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق اس غروب ہونے والے سورج کے دن کی رمی رات کے آخر پہر تک کی جا سکتی ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے رحمت و وسعت کے پیش نظر ہے' اگر کوئی شخص بارہ تاریخ کی رمی جمار کے بعد تیرہ تاریخ کی بھی رمی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی موافقت کی وجہ سے افضل یہ ہے کہ تیرہ تاریخ کی رمی کو تیرہ تاریخ ہی کو کیا جائے۔

حاجی کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ گیارہ اور بارہ تاریخ کی رات منیٰ ہی میں گزارے' بہت سے اہل علم کے نزدیک ان راتوں کو منیٰ میں بسر کرنا واجب ہے اگر رات کا اکثر حصہ بسر کر لیا جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ جن لوگوں کے پاس کوئی شرعی عذر ہو مثلاً کارکن اور چرواہے وغیرہ تو ان کے لئے منیٰ میں شب بسر کرنا واجب نہیں ہے' اگر حجاج جلدی کر لیں اور غروب آفتاب سے قبل منیٰ سے روانہ ہو جائیں تو پھر تیرہ تاریخ کی رات منیٰ میں بسر کرنا واجب نہیں ہے' لیکن اگر رات آگئی تو پھر تیرہ تاریخ کی رات منیٰ میں گزارنا ہو گی اور یہ رات منیٰ میں بسر کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہونا ہو گا' تیرہ تاریخ کے بعد رمی نہیں ہے خواہ کوئی منیٰ ہی میں مقیم کیوں نہ ہو۔

جب حاجی اپنے ملک میں واپس جانے کا ارادہ کرے' اس پر واجب ہے کہ طواف وداع کے طور پر بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ :

"تم میں سے کوئی شخص رخصت نہ ہو حتیٰ کہ وہ اپنا آخری وقت بیت اللہ میں گزارے۔"

ہاں البتہ حیض و نفاس والی عورتوں پر طواف وداع نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ :

"انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روانہ ہونے سے پہلے آخری وقت بیت اللہ میں گزاریں الا یہ کہ کسی عورت کے ایام شروع ہو گئے ہوں۔"

اگر کسی نے طواف افاضہ کو مؤخر کیا ہو اور وہ سفر شروع کرنے سے پہلے یہ طواف کرنا چاہتا ہو تو دونوں مذکورہ احادیث کے عموم کے پیش نظر طواف افاضہ' طواف وداع سے بھی کفایت کر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے' ہمارے اور تمہارے حج کو شرف قبولیت سے نوازے' ہمیں اور آپ کو جہنم کی آگ سے آزادی نصیب فرمائے' بلاشبہ وہی قادر و کارساز ہے۔

﴿و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ
و صحبہ و سلم واللہ ولی التوفیق﴾

☆☆......☆☆

برگزرشتہ ہوئی آرزوؤں سے بیان

"مؤرخین اور مصنفین کو خدا معاف کرے' مقدس سے مقدس مقامات اور افضل سے افضل اوقات میں بھی یہ تاریخی ذوق اور طرز فکر ان کا ساتھ نہیں چھوڑ تا اور وہ چند لحات کے لئے بھی اس سے آزاد نہیں ہو پاتے۔ وہ جہاں بھی ہوتے ہیں اپنے علم و مطالعہ کی فضا میں سانس لیتے ہیں اور حال کا رشتہ ہمیشہ ماضی سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ مناظر کو دیکھ کر ان کا ذہن بہت جلد اس تاریخی منظر کی تلاش میں نکل جاتا ہے' جن کے نتیجہ میں ان مناظر کا وجود اور نمود ہے۔ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کی بارگاہ رسالتؐ میں حاضری کے موقع پر جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی ایمان پرور تحریر شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (مدیر)

مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ

مجھے کل روضہ نبویؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میرے چاروں طرف نمازیوں اور عبادت گزاروں کا زبردست مجمع تھا۔ ان میں کچھ لوگ سجدے میں تھے اور کچھ لوگ رکوع میں۔ تلاوت قرآن کی آوازیں فضا میں اس طرح گونج رہی تھیں' جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے چھتہ میں بھنبھنا رہی ہوں۔ اس وقت کا سماں کچھ ایسا تھا کہ مجھے تاریخ اور تاریخی شخصیات کو تھوڑی دیر کے لئے فراموش کر دینا چاہئے تھا لیکن تاریخ کی قدیم یادیں بادلوں کی طرح میرے دل و دماغ پر چھا گئیں اور میرا ان پر کوئی زور نہ چل سکا۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس امت کی نامور شخصیتوں اور راہنماؤں کو ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ وفود کی شکل میں یکے بعد دیگرے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہو رہے ہیں اور اسی عظیم مسجد میں فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد اسی عظیم نبیؐ کو ہدیہ سلام اور خراج عقیدت و محبت پیش کر رہے ہیں اور اس کے احسان کا اعتراف کر رہے ہیں اور (طبقاتی اختلاف کے باوجود) اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہی وہ نبیؐ ہے جنہوں نے اللہ کے حکم سے ان کو ظلمت سے روشنی کی طرف' تیرہ بختی سے خوش بختی کی طرف' مخلوق کی عبادت سے خدائے واحد کی عبادت کی طرف اور مذاہب کے ظلم و استبداد سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی کشادگی کی طرف نکالا' وہ اعتراف کر رہے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی پیداوار ہیں اور ان کا سارا وجود اور زندگی نبوت کی مرہون منت ہے۔ اگر خدانخواستہ ان سے وہ سب واپس لے لیا جائے' جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نبیؐ کے ذریعہ عطا کیا تھا اور نبوت کے وہ عطیے ان سے چھین لئے جائیں' جنہوں نے دنیا میں ان کو عزت و سرفرازی بخشی تھی تو ان کی حیثیت ایک بے روح اور بے جان ڈھانچے اور چند مبہم اور بے مقصد خطوط و اشکال سے زیادہ نہ رہ جائے گی اور وہ تاریخ کے تاریک ترین عہد' جنگیوں کے قانون اور اور رہزنوں اور لٹیروں کی حکومت کی طرف واپس چلے جائیں گے اور موجودہ تہذیب و تمدن کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔

اچانک میری نگاہ ایک طرف اٹھ گئی' میں نے دیکھا کہ باب جبرئیل سے (جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب تھا) ایک جماعت داخل ہو رہی ہے' سکون و وقار میں ڈوبے ہوئے ان کی پیشانی سے علم کا نور اور ذہانت کی روشنی صاف عیاں تھی۔ وہ باب الرحمۃ اور باب جبرئیل کے درمیانی حصے میں پھیل گئے' وہ اتنی بڑی تعداد میں تھے کہ ان کے شمار کا کوئی سوال نہیں تھا' میں نے دربان سے پوچھا کہ:

"یہ لوگ کون ہیں؟"

اس نے کہا کہ:

"اس امت کے امام اور راہنما' انسانیت کے محسن اور نوع انسانی کے ممتاز اور قابل فخر نمونے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پوری پوری قوم کا امام' پورے پورے کتب خانہ اور مکتب فکر کا بانی اور موسس' پوری نسل کا مربی اور ہر علم و فن کا موجد ہے' ان کے علم و اجتہاد اور تحقیق کی روشنی میں کئی کئی نسلوں نے سفر زندگی طے کیا ہے' اس نے عجلت کے ساتھ چند ہستیوں کے نام بھی مجھے بتا دیئے' حضرت امام مالک بن انسؒ' امام ابو حنیفہ' امام شافعی' امام احمد بن حنبل' لیث بن سعد مصری' امام اوزاعی' امام بخاری' امام مسلم' تقی الدین بن تیمیہ' ابن قدامہ' ابو اسحاق الشاطبی' کمال ابن الہمام' شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ یہ لوگ تھے۔ جنہوں نے زمان و مکان کے تفاوت اور فرق مراتب اور اختلاف درجات کے ساتھ بارگاہ نبویؐ میں خراج عقیدت پیش کیا اور اشک ندامت نذر کیے۔"

میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے انہوں نے تحیۃ المسجد کی دوگانہ بہت خشوع و خضوع اور حضوری قلب کے ساتھ ادا کی' پھر بہت ادب اور تواضع کے ساتھ قبر مبارک کی طرف بڑھے اور بہت نپے تلے مختصر' معانی سے لبریز' گہرے اور پرمغز کلمات کے ساتھ سلام پیش کیا' مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی آواز اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آواز میں رقت وہ کہہ رہے تھے:

"یارسول اللہؐ! اگر آپ کی لازوال' وسیع اور جامع' عادلانہ اور کشادہ شریعت نہ ہوتی اور اس کے وہ اصول نہ ہوتے' جن سے انسانی ذہن اور انسانی صلاحیت نے نئے نئے گل بوٹے پیدا کئے اور زمین کا دامن بیش قیمت اور عطر بیز پھولوں سے بھر دیا اور اس کا وہ حکیمانہ اور معجزانہ نظام نہ ہوتا' جس نے انسانی فکر و تدبر اور اخذ و استنباط کی صلاحیت کو بیدار کر دیا اور اگر انسانیت کو اس کی احتیاج نہ ہوتی تو نہ اس عظیم فقہ کا کوئی وجود ہوتا نہ اس عظیم اسلامی قانون سے کوئی واقف ہوتا' جس سے اس وقت ہر قوم کا دامن خالی تھا' نہ اتنا بڑا اسلامی کتب خانہ وجود میں آتا' جس کے سامنے دنیا کا سارا مذہبی لٹریچر ہیچ ہے...... اگر علم کی اشاعت خدا کی نشانیوں اور اسکی قدرت کاملہ میں غور و فکر اور استعمال عقل کے لئے آپ جدوجہد نہ فرماتے تو یہ شجر علم زیادہ دنوں تک برگ و بار نہ لا سکتا اور نہ اس کی وہ اشاعت ہوتی تو جو آج نظر آرہی ہے' عقل انسانی پہلے کی طرح پابہ زنجیر ہوتی اور دنیا استفادہ سے محروم۔"

میں اس جماعت کو جی بھر کر دیکھ بھی نہ سکا تھا کہ میری نظر ایک دوسرے گروہ پر پڑی جو باب الرحمۃ سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صلاح و تقویٰ اور زہد و عبادت کے آثار ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھے' مجھے بتایا گیا کہ اس جماعت میں حسن بصری' عمر بن عبدالعزیز' سفیان ثوری' فضیل بن عیاض' داؤد الطائی ابن السماک' شیخ عبدالقادر جیلانی' نظام الدین اولیاؒ اور عبدالوہاب المتقی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے حضرات بھی رونق بخش ہیں۔ جنہوں نے اپنے قابل رشک پیشرووں کی یاد تازہ کر دی۔ نماز کے بعد یہ لوگ بھی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے نبی و پیشوا (ﷺ) اور سب سے بڑے معلم اور رہنما کو درود و سلام کا تحفہ پیش کرنے لگے' وہ کہہ رہے تھے:

"یارسول اللہؐ! اگر ہمارے سامنے وہ عملی مثال نہ ہوتی' جو آپ نے پیش فرمائی تھی اور وہ مینارۂ نور نہ ہوتا' جس کو آپ نے بعد کے آنے والوں کے لئے قائم فرمایا تھا' اگر آپ کا یہ قول نہ ہوتا کہ: "اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔" اگر آپ کی یہ وصیت نہ ہوتی کہ: "دنیا میں اس طرح زندگی گزارو جس طرح کوئی مسافر یا راہی زندگی گزارتا ہے" اگر زندگی کا وہ طرز نہ ہوتا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح کیا ہے کہ: "ایک چاند کے بعد دوسرا چاند اور دوسرے کے بعد تیسرا چاند نکل آتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہ آگ جلتی تھی' نہ چولہے پر دیگچی چڑھانے کی نوبت آتی تھی" تو ہم دنیا پر اس طرح آخرت کو ترجیح نہ دے سکتے اور نہ ان ضروریات زندگی پر قناعت کرتے' جو زندگی و صحت کی بقا کے لئے ناگزیر ہیں' نہ ہم نفس کی ترغیبات پر قابو پا سکتے اور نہ دنیا کے حسن و جمال' اس کی رعنائی و زیبائی اور عہدہ و منصب کی طاقت اور کشش کا اس طرح مقابلہ کر سکتے۔"

ان کے حکیمانہ الفاظ ابھی پوری طرح میرے دل و دماغ میں پیوست بھی نہ ہوئے تھے کہ میری نظر ایک اور گروہ پر پڑی جو "باب النساء" سے بہت حجاب اور ادب کے ساتھ گزر رہا تھا' ظاہری آرائش اور آزاد روی کے ان مناظر سے جو اسلامی اصول و آداب کے منافی ہیں' یہ گروہ بالکل محفوظ اور خالی تھا' یہ مختلف قوموں اور دور دراز ملکوں کی صالح عبادت گزار اور عفیف خواتین تھیں جو عرب و عجم اور مشرق و مغرب کے مختلف خطوں سے تعلق رکھتی تھیں' بہت دلی زبان میں اور پورا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اپنے جذبات تشکر و عقیدت کا اظہار اس طرح کر رہی تھیں:

"ہم آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے رسول اللہ! ایسے طبقے کا درود و سلام جس پر آپ کا سب سے بڑا احسان ہے' آپ نے ہم کو خدا کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں اور بدشگون' جاہلی عادات و روایات سوسائٹی کے ظلم اور مردوں کی زبردستی اور زیادتی سے نجات بخشی' لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے رواج کو ختم کیا' ماؤں کی نافرمانی پر وعید سنائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ: "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔" آپ نے وراثت میں ہم کو شریک کیا اور اس میں ماں' بہن' بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ہم کو حصہ دلایا۔ یوم عرفہ کے مشہور تاریخی خطبہ میں بھی آپ نے ہمیں فراموش نہیں کیا اور کہا کہ: "عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو' اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے واسطہ سے حاصل کیا ہے۔"

اس کے علاوہ مختلف مواقع پر آپ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک' ادائے حقوق اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے طبقہ کی طرف سے وہ بہتر سے بہتر جزادے جو انبیاؤ مرسلین اور اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو دی جاسکتی ہیں۔"

یہ نرم آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایک اور جماعت نظر آئی جو "باب السلام" کی طرف سے آرہی تھی۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ علوم وفنون کے مؤجد اور مرتب اور ائمہ نحو لغت و بلاغت کی جماعت تھی' ان میں ابوالاسود الدؤلی' خلیل بن احمد' سیبویہ' کسائی' ابو علی الفارسی' عبدالقاہر الجرجانی' السکاکی' مجدالدین فیروز آبادی' سید مرتضیٰ الزبیدی بھی تھے جو اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے اور اپنی شہرت اور مرتبہ علمی کا خراج ادا کرنے آئے تھے۔ میں نے دیکھا وہ بہت بلیغ اور ادبی الفاظ میں اس طرح گویا ہیں:

"یارسول اللہ! اگر آپ نہ ہوتے اور یہ مقدس کتاب نہ ہوتی' جو آپ پر نازل ہوئی اگر آپ کی احادیث نہ ہوتیں اور یہ شریعت نہ ہوتی' جس کے سامنے ساری دنیا نے سر تسلیم خم کردیا تھا اور وہ اس کی وجہ سے عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے پر مجبور تھی تو پھر یہ علوم بھی نہ ہوتے' جن میں آج ہم کو رہنمائی اور برتری کا شرف حاصل ہے۔ نحو' بیان اور بلاغت ان میں سے کسی چیز کا بھی وجود نہ ہوتا' نہ یہ بڑی بڑی معاجم اور لغات نظر آتیں' نہ عربی زبان کے مفردات میں یہ نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں ہوتیں' نہ ہم اس راستے میں اتنی زبردست اور طویل جدوجہد کے لئے تیار ہوتے۔ عجم کو (جس کے ہاں زبانوں اور لہجوں کی کوئی کمی نہ تھی) عربی سیکھنے اور اس پر عبور حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہ ہوتی اور نہ ان میں وہ مصنفین اور اہل قلم پیدا ہوتے' جن کے ادبی مرتبہ اور مہارت فن کے اعتراف پر ادبا عرب بھی مجبور ہیں۔ اے رسول اللہ! آپ ہی ہمارے درمیان اور اسلام میں پیدا ہونے والے ان علوم کے درمیان رابطہ اور واسطہ تھے جو آپ کے عہد رسالت اور عہد امامت میں پیدا ہوئے۔ درحقیقت صرف آپ ہی عرب و عجم میں رابطہ کا ذریعہ ہیں۔ آپ ہی کی ذات ہے' جس نے اس درمیانی خلا کو پر کیا ہے اور عرب و عجم قریب و بعید کو گلے ملادیا ہے۔ آپ کا کتنا احسان ہے' ہماری اس ذہانت' طباعی اور تبحر علمی پر اور آپ کا کتنا کرم ہے علم کی اس ثروت پر' انسانی عقل کی زرخیزی پر اور قلم کی گلکاری پر۔ اے رسول اللہ! اگر آپ نہ ہوتے تو یہ زبان بھی بہت سی اور زبانوں کی طرح صفحہ ہستی سے ناپید ہوجاتی۔ اگر قرآن مجید کا معجزہ نہ ہوتا تو اس پر تحریف کا ایسا عمل جراحی ہوتا کہ اس کی صورت ہی مسخ ہوجاتی' جیسا بکثرت دوسری زبانوں کے ساتھ ہوا ہے' عجمی لہجے اور مقامی زبانیں اس کو جذب کر لیتیں یا نگل لیتیں اور اس کی فصاحت یکسر ختم ہوجاتی۔ یہ آپ کے وجود مبارک' شریعت اسلامی اور اس کتاب مقدس کا فیض ہے جس نے اس زبان کو فنا کے دست برد سے محفوظ رکھا ہے اور عالم اسلام کے لئے اس کی عزت و محبت واجب کر دی ہے اور ہر مسلمان کے دل کو اس کی محبت و عقیدت سے لبریز کر دیا ہے۔ آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو دوام بخشا اور اس کی بقاو ترقی کی ضمانت کی۔ اس لئے ہر اس شخص پر جو اس زبان میں بات کرتا ہے یا لکھتا ہے یا اس کی وجہ سے کوئی بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے' آپ کا احسان ہے اور وہ اس احسان کو ماننے پر مجبور ہے۔"

میں ان کے اس اعتراف اور اظہار حقیقت کو غور سے سن رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ "باب عبدالعزیز" پر جاکر ٹھہر گئی۔ اس دروازے سے ایک ایسا گروہ داخل ہو رہا تھا' جس پر مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے رنگ نمایاں تھے۔ اس میں دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اور تاریخ کے ممتاز ترین بادشاہ اور فرمانروا شامل تھے۔ ہارون الرشید' ولید بن عبدالملک' ملک شاہ سلجوقی' صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی' ظاہر بیبرس' سلیمان القانونی' اور نگزیب عالمگیر رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اس گروہ میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے خادموں اور سپاہیوں کو دروازے کے باہر ہی چھوڑ دیا تھا اور نظریں جھکائے تواضع و انکساری کا مجسمہ بنے ہوئے بہت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے' میری نظر کے سامنے ان سب کی شخصیتیں اور کارنامے ابھرنے لگے' میری آنکھوں میں اس طویل و عریض دنیا کا نقشہ پھر گیا' جس پر ان کا سکہ چلتا تھا۔ اس غلبہ و اقتدار کی تصویر یکایک میرے سامنے آگئی جو ان کو دنیا کی بڑی بڑی قوموں' طاقتور سلطنتوں اور جابر بادشاہوں پر حاصل تھا ان میں وہ شخص (ہارون الرشید کی طرف اشارہ ہے) بھی تھا جس نے بادل کے ایک ٹکڑے کو دیکھ کر یہ تاریخی جملہ کہا تھا: "تو جہاں چاہے جا کے برس تیرا خراج آخر کار میرے ہی خزانہ میں آئے گا۔" وہ شخص (ولید بن عبدالملک مراد ہے) بھی تھا جس کی سلطنت کی

وسعت کا عالم یہ تھا کہ اگر سب سے تیز رفتار اونٹ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا چاہتا تو یہ ۱۵ ماہ سے کم میں ناممکن تھا۔ ان میں وہ فرمانروا بھی تھے جو نصف کرۂ الارض پر حکومت کرتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہ ان کو خراج پیش کرنے پر مجبور تھے (سلیمان قانونی کی طرف اشارہ ہے) ایسے فرمانروا بھی تھے جن کی ہیبت سے سارا یورپ لرزہ براندام تھا اور جن کے زمانے میں مسلمانوں کو عزت کا یہ مقام حاصل تھا کہ جب وہ یورپ کے ملکوں میں جاتے تھے اور ان کے دین کے احترام اور ان کے غلبہ و سطوت کے اثر سے گرجوں کے گھنٹے جنابند ہو جاتے تھے۔ غرض اسی طرح کے نہ جانے کتنے بادشاہ اور فرمانروا اس مجمع میں موجود تھے۔ (سلیمان بن سلیم العثمانی کی طرف اشارہ ہے) غرض اسی طرح کے نہ جانے کتنے بادشاہ اور فرمانروا اس مجمع میں موجود تھے۔ وہ مسجد نبویؐ میں نماز ادا کرنے کیلئے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنا چاہتے تھے اور اس کو اپنے لئے سب سے بڑا اشرف و اعزاز اور سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش! ان کی یہ نماز اور یہ درود و سلام قبول ہو‘ میں نے دیکھا کہ وہ لرزتے ہوئے قدموں کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی‘ یہاں تک کہ وہ "صفہ" کے نزدیک پہنچ گئے‘ جو فقیر صحابہؓ کا مسکن اور جائے قیام تھا‘ وہ تھوڑی دیر کے لئے وہاں رک گئے اور عزت و احترام اور شرم و حیاء کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس کو دیکھنے لگے۔ اس کے قریب ہی انہوں نے تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھیں اور قبر مبارک کی طرف بڑھے اور پھر ان کی محبت و عقیدت‘ جذبات و احساسات اور علم و ایمان کی زبان نے جو کچھ کہلوایا‘ وہ انہوں نے اس بارگاہ نبویؐ میں عرض کیا لیکن شریعت کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور توحید خالص کو پیش نظر رکھ کر‘ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے:

"اے رسول اللہ! اگر آپ نہ ہوتے اور آپ کا یہ جہاد اور یہ دعوت نہ ہوتی جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی اور جس نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کر لیا اور اگر آپ کا یہ دین نہ ہوتا‘ جس پر ایمان لانے کے بعد ہمارے آباؤ اجداد گوشہ عزلت اور قعر ذلت سے نکل کر عزت و سربلندی‘ حوصلہ مندی اور بلند ہمتی کی وسیع زندگی میں داخل ہوئے۔ پھر اس کے نتیجہ میں انہوں نے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں‘ دور دراز ملکوں کو فتح کیا اور ان قوموں سے خراج وصول کیا جو کسی زمانہ میں ان کو اپنی لاٹھی سے ہانکتی تھیں اور بھیڑ بکری کے گلہ کی طرح ان کی پاسبانی اور حفاظت کرتی تھیں۔ اگر جاہلیت سے اسلام کی طرف اور گوشہ گمنامی اور تنگ و محدود قبائلی زندگی سے تسخیر عالم کی طرف یہ مبارک سفر نہ ہوتا جو آپ کی برکت سے انجام پذیر ہوا تو دنیا میں کسی جگہ بھی ہمارا جھنڈا سربلند نہ ہوتا اور نہ ہماری کہانی کسی جگہ سنائی جاتی۔ ہم اسی طرح بے آب و گیاہ‘ خشک و ویران صحراؤں اور حقیر وادیوں میں باہم دست و گریباں رہتے‘ جو طاقتور ہوتا‘ وہ کمزور پر ظلم کرتا‘ بڑا چھوٹے پر زیادتی کرتا۔ ہماری غذا بہت ہی حقیر اور معیار اتنا پست تھا کہ اس سے زیادہ پست کا تصور مشکل ہے۔ ہم اس گاؤں یا اپنے محدود قبیلہ سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے تھے‘ جس میں ہماری ساری زندگی اور ساری جدوجہد محصور تھی‘ ہماری مثال تالاب کی مچھلیوں اور کنوئیں کے مینڈکوں کی سی تھی‘ ہم اپنے محدود تجربوں کے جال میں گرفتار تھے اور اپنے جاہل اور بے عقل آباؤ اجداد کے گن گاتے تھے۔

آپ نے اے رسول اللہ! ہم کو اپنے دین کی ایسی روشنی عطا کی کہ ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ خیال میں وسعت پیدا ہوئی‘ نظر کو جلا ہوئی‘ اس کے بعد ہم اس وسیع اور جامع دین اور اس روحانی رشتہ اور رابطہ کو لے کر خدا کی وسیع اور کشادہ زمین میں پھیل گئے۔ ہم نے اپنی تمام خوابیدہ اور جامد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے شرک و بت پرستی اور ظلم و جہالت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور ایسی عظیم الشان حکومتیں قائم کیں‘ جن کے سایہ میں ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے بھائی صدیوں تک آرام اور فائدہ اٹھاتے رہے‘ آج ہم آپ کی خدمت میں نذر عقیدت پیش کرنے آئے ہیں اور اپنے جذبہ محبت اور عزت و احترام کا خراج یا ٹیکس اپنی خوشی و مرضی سے ادا کر رہے ہیں اور اس کو اپنے لئے باعث فخر اور وسیلہ شرف سمجھتے ہیں۔ ہمیں پورا اعتراف ہے کہ اس دین کے احکام و قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں (جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سرفراز کیا تھا) ہم سے یقیناً بڑی کوتاہی ہوئی‘ ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں‘ بے شک وہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

میں ان بادشاہوں کی طرف متوجہ تھا‘ میری نظریں ان کے خاموش اور باادب چہروں پر مرکوز تھیں۔ میرے کان ان کے پر خلوص‘ نیاز مندانہ

الفاظ پر لگے ہوئے تھے جو اس سے قبل میں نے ان سے کسی موقع پر نہیں سنے تھے کہ ایک اور جماعت داخل ہوئی اور ان بادشاہوں اور فرمارواؤں کی پروا کئے بغیر ان کی صفوں سے ہوتی ہوئی سامنے آگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان بادشاہوں کے رعب و دبدبہ اور قوت واقتدار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا تو یہ شاعر ہیں یا انقلابی۔ یہ اندازہ غلط نہ تھا' اسلئے کہ یہ جماعت ان دونوں گروہوں پر مشتمل تھی۔ اس میں سید جمال الدین افغانی' امیر سعید حلیم' مولانا محمد علی' امام حسن البنا کے پہلو بہ پہلو ترکی کے مشہور شاعر محمد عاکف اور ڈاکٹر محمد اقبالؒ بھی موجود تھے۔ ترجمانی کے لئے ان لوگوں نے آخرالذکر کا انتخاب کیا اور لائق ترجمان نے ان الفاظ میں اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا:

"یا رسول اللہ! میں آپ سے اس قوم کی شکایت کرنے آیا ہوں جو آج بھی آپ ﷺ کے خوان نعمت سے لطف اندوز ہو رہی ہے اور آپ کے سایہ رحمت میں زندگی گزار رہی ہے اور آپ ہی کے لگائے ہوئے باغ کے پھل کھا رہی ہے۔ وہ ان ملکوں میں جن کو آپ نے قفس استبداد سے آزاد کرایا تھا اور سورج کی روشنی اور کھلی ہوا عطا کی تھی وہ آج آزادی کے ساتھ اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت کر رہی ہے لیکن یہی قوم اے رسول اللہ! آج اسی بنیاد کو اکھاڑ رہی ہے جس پر اس عظیم امت کے وجود کا دارومدار ہے۔ اس کے رہنما اور لیڈر آج یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس امت واحدہ کو کثیر التعداد قومیتوں میں تقسیم کر دیں' وہ اسی چیز کو زندہ کرنا چاہتے ہیں' جس کو آپ نے ختم کیا تھا' اسی چیز کو پکار رہے ہیں جس کو آپ نے مٹایا تھا' وہ اس امت کو عہد جاہلیت کی طرف دوبارہ واپس لے جانا چاہتے ہیں جس سے آپ نے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکالا تھا اور اس معاملہ میں یورپ کی تقلید کر رہے ہیں' جو خود زبردست ذہنی افلاس اور انتشار و بے یقینی کا شکار ہے' وہ اللہ کی نعمت کو ناشکری سے تبدیل کر کے اپنی قوم کو تباہی کے گھر کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ "چراغ مصطفوی" اور "شرار بولہبی" کی معرکہ آرائی آج پھر قائم ہے۔ بدقسمتی سے ابولہب کے کیمپ کی طرف وہ لوگ نظر آرہے ہیں جو اسلام کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں اور عربی زبان بولتے ہیں' وہ آج اپنے جاہلی کارناموں اور اصنام پر فخر کرنے لگے ہیں' جن کو آپ نے پاش پاش کر دیا تھا' یہ لوگ ان تاجروں میں ہیں جو سودا خریدتے وقت تو زیادہ لینا چاہتے ہیں اور بیچتے وقت کم دیتے ہیں' آپ سے انہوں نے ہر چیز حاصل کی اور ہر طرح کی قوت و عزت سے بہرہ مند ہوئے' اب وہ ان قوموں کے ساتھ جن کے وہ حاکم اور نگران ہیں' یہ سلوک کر رہے ہیں کہ ان کو بالجبر یورپ کے قدموں میں ڈال دینا چاہتے ہیں اور اس کو جاہلی فلسفوں' نیشنلزم' سوشلزم' کمیونزم کے حوالہ کر رہے ہیں۔

آپ نے جن بتوں سے کعبہ کو پاک کیا تھا' وہ آج مسلمان قوموں کے سروں پر نئے نئے ناموں اور نئے نئے لباسوں میں پھر مسلط کئے جا رہے ہیں' مجھے عالم عربی کے بعض حصوں میں جن کو آپ کا مرکز اور قلعہ ہونا چاہئے تھا ایک عام بغاوت نظر آرہی ہے لیکن کوئی فاروق (رضی اللہ عنہ) نہیں' فکری و ذہنی ارتداد کی آگ تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور کوئی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہیں جو اس کے لئے مردانہ وار میدان میں آئے اور اس آگ کو بجھائے۔

میری طرف سے اور میرے تمام ساتھیوں کی طرف سے جن کی نمائندگی اور ترجمانی کا فخر مجھے حاصل ہوا ہے' آپ کو دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے اور عقیدت و احترام کے جذبات میں ڈوبے ہوئے سلام کا تحفہ قبول ہو' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہم ان تمام لیڈروں اور رہنماؤں سے بری اور بیزار ہیں جنہوں نے اپنا رخ اسلام کے قبلہ کی طرف سے پھیر کر مغرب کی طرف کر لیا ہے' یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آپ سے اور آپ کے دین سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ گیا ہے' ہم آپ کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا پھر اعلان کرتے ہیں اور جب تک زندگی ہے اسلام کی اس رسی کو انشاء اللہ مضبوطی سے پکڑے رہیں گے۔"

یہ بلیغ اور ایمان و یقین سے لبریز الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ مسجد نبوی کے میناروں سے اذان کی دلنواز صدا بلند ہوئی اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر میں یکبارگی ہشیار ہو گیا اور تخیلات کا یہ حسین سلسلہ جو تاریخ کے سہارے قائم ہوا تھا ٹوٹ گیا۔ میں اب پھر اسی دنیا میں واپس آگیا تھا' جہاں سے چلا تھا کچھ لوگ نماز میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت کر رہے تھے' عالم اسلام کے مختلف وفود اور جماعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کر رہی تھیں' زبانوں اور لہجوں کے اختلافات کے ساتھ جذبات و تاثرات کے اتحاد نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔"

۲۹۵ سی کے خلاف برطانیہ کی مذموم کوشش

قادیانیوں نے اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو ہی ابھی تک تسلیم نہیں کیا وہ باقی قوانین کی پروا کیسے کرتے؟ تاہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششوں سے قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں کو روکنے میں قدرے کامیابی ہوئی تو قادیانیوں نے جداگانہ انتخاب کے خلاف اپنے زیر اثر حقوق انسانی کے نام نہاد علمبرداروں اور بعض عیسائی تنظیموں کے ذریعے واویلا مچایا اور پاکستان کے وقار کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ (مدیر)

"غازی علم الدین شہیدؒ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوا اور ایک صدی پر پھیلی ہوئی تاریخ شاہد ہے کہ آتش نمرود میں بے خطر کودنے والے عشق کو شہید کہلوانے کے لئے کسی سرکاری سرپرستی کی ضرورت نہیں تھی اور وہ عاشقان رسول کے دلوں پر حکمران ہوا۔ جب بھی سرفروشان ناموس رسالت پاک کا ذکر آئے گا' بات اس عظیم مجاہد کے بغیر مکمل نہیں ہوگی۔ آج بھی اس خطہ پاک میں ایک گہری سازش کے تحت سو سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں احکام الٰہی کی روشنی میں شاتم رسول کے خلاف جو قانونی سزا کو تعزیرات پاکستان کا حصہ بنایا گیا ہے' اسے بے اثر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حقوق انسانی کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان کے بنیادی جزو کو ختم کرنے کی اس سازش کی ایک کڑی دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان کو ختم یا بے اثر کرنے کی ہے۔ پورے ملک میں ہر وہ شخص جو بنیادی حقوق کے اسلامی تصور سے بھی ناواقف ہے' اپنے نام نہاد اداروں کے وسائل کے ساتھ شور مچا رہا ہے کہ یہ دفعہ اقلیتوں کے حقوق کی نفی کرتی ہے لہٰذا اسے ختم کیا جائے اور ایک طبقہ بڑی معصومیت کے ساتھ اس میں ترمیم کرنے کا کہہ رہا ہے کیونکہ سازشی ٹولہ یہ جانتا ہے کہ اس طرح عملاً یہ دفعہ بے اثر ہو جائے گی۔ قتل ایک بہت بڑا المیہ ہے اس کی مذمت کرنا ہم سب پر لازم ہے لیکن جب قاتل پھانسی چڑھتا ہے تو وہ اپنے جرم کی سزا پاتا ہے۔ اس لئے ہر قتل کی تفتیش کے دوران یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس قتل کا فائدہ کس کو پہنچا اور پھر تفتیش کی تکمیل آسان ہو جاتی ہے۔ اس طرح سازش کے تحت کیے جانے والے قتل سازش کی نذر ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں وسوسے چھوڑ جاتے ہیں لہٰذا دفعہ ۲۹۵ سی کو ختم کرنے یا اس میں ترمیم کرکے ریاستی جبر کے تحت سازش کا مفاد کون حاصل کرے گا؟ یہ جاننے کے لئے ہمیں دیکھنا ہے کہ دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان کیا ہے؟

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

دفعہ ۲۹۵ سی...... مذہب سے متعلق جرائم کے سدباب کے لئے ۱۹۸۶ء میں اس دفعہ کا اطلاق ہوا تاکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز کلمات کہنے والوں کی سرکوبی ہو سکے۔ اس دفعہ کے تحت سزا کا تعین کیا گیا ہے یعنی جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی الفاظ سے' چاہے زبانی ہوں یا تحریری یا ظاہری اشاروں یا ابہام' طعن زنی یا درپردہ تعریض سے' بلاواسطہ یا بالواسطہ بے حرمتی کرے' اسے سزائے موت یا عمر قید جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ اس قانون کے اطلاق کے بعد قرآن اور سنت کی روشنی میں پرکھا گیا تو پتہ چلا کہ ایسے جرم کی سزا کا تعین تو قرآن اور سنت کے تحت پہلے سے ہے اور یہ حد کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا قرآن اور سنت کی رو سے اس جرم کی کم سے کم سزا موت ہو سکتی ہے۔ اس فیصلے

میاں حمادی (کنوینر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ) اور ان کے ساتھیوں کی کوشش سے قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں کو روکنے میں

کے لئے وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا گیا۔ اس وقت کے چیف جسٹس جناب گل محمد کی سربراہی میں فل بنچ نے ۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ایک تفصیلی فیصلے میں یہ حکم دیا کہ دفعہ ۲۹۵ سی میں عمر قید کی متبادل سزا کی گنجائش قرآن اور سنت میں دیئے گئے احکام اسلام سے متصادم ہے۔ لہٰذا اس دفعہ میں سے عمر قید کے الفاظ نکال دیئے جائیں۔ اگر حکومت نے ۳۰/ اپریل ۱۹۹۱ء تک ایسا نہیں کیا تو عمر قید کے الفاظ خود بخود بے اثر ہو جائیں گے۔ یہ مشہور مقدمہ "محمد اسمٰعیل قریشی بنام پاکستان" کے نام سے مشتمل رہا کیونکہ عدالت نے حکومت کو یہ ہدایت بھی دی کہ عملاً تمام فقہائے کرام اور اسکالر اس بات سے متفق ہیں کہ تمام نبیوں کا مقام اور رتبہ یکساں ہے' اس لئے ان کے خلاف توہین آمیز الفاظ کہنے پر بھی یہی سزا دی جانی چاہئے لہٰذا دفعہ ۲۹۵ سی میں ایک شق کا اضافہ کرکے دوسرے تمام نبیوں (علیہم السلام) کی شان میں گستاخی کے مرتکبین کے لئے یہی سزا یعنی موت مقرر کی جائے۔ اس فیصلے کے خلاف حکومت وقت نے ۱۹۹۰ء میں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی تاکہ فیصلے پر عملدرآمد خود بخود رک جائے۔ مسلمانان پاکستان نے اسلامی ریاست میں توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکبین کو سزا دینے کے فیصلے کے خلاف اپیل پر احتجاج کیا' جس کے نتیجہ میں بعد میں آنے والی نواز شریف حکومت نے یہ اپیل واپس لے لی۔ اس طرح وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ حتمی ہو سکا' جس کے تحت اس جرم کی سزا از خود کم از کم سزا موت مقرر ہو گئی۔ اس قانونی صورت حال کی روشنی میں دیکھا جائے تو ۱۹۸۶ء سے لے کر اب تک چند گنے چنے افراد کے خلاف کارروائی ہو سکی۔ قادیانیوں نے اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو ہی ابھی تک تسلیم نہیں کیا' وہ باقی قوانین کی پروا کیسے کرتے؟ تاہم مولانا احمد

قدرے کامیابی ہوئی تو قادیانیوں نے جداگانہ انتخاب کے خلاف اپنے زیر اثر حقوق انسانی کے نام نہاد علمبرداروں اور بعض عیسائی تنظیموں کے ذریعے واویلا مچایا اور پاکستان کو بدنام اور بلیک میل کرنے کی ناکام کوشش کی اور اب منظور مسیح کے قتل کی آڑ میں پھر سازش کا جال پھیلانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ان کی مدد کے لئے برطانوی سرکار بھی آگئی ہے۔

امریکہ کا معاملہ تو سب کے سامنے ہے۔ یہ سازش کامیاب کرانے کے لئے قادیانیوں کے رسہ گیر برطانوی آقا میدان میں اتر کر سرگرم عمل ہوگئے ہیں، جن کی سرپرستی میں قادیانی اپنی اسلام دشمن سرگرمیاں جاری رکھنے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ برطانوی سازش کا انکشاف پاکستان لاء کمیشن کے اجلاس کے دوران ہوا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ پاکستان میں متعین برطانوی ہائی کمشنر نے چیف جسٹس پاکستان سے ملاقات کے دوران انہیں باور کرایا کہ دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان سے مذہبی جذبات مشتعل ہو رہے ہیں، جس سے حقوق انسانی کے تحفظ کے سحر میں مبتلا افراد اپنا مقام اور اس دفعہ کی اہمیت بھول گئے اور انہوں نے کوشش کی کہ ۲۹۵ سی کے تحت سزا پانے والے مجرم کو ناقابل گرفت پولیس بنادیا جائے۔ اس تجویز پر آواز حق بلند ہوئی اور پھر برطانوی ہائی کمشنر کے ذریعے جو وار کیا گیا تھا، وہ بے اثر ہوا تاہم لاء کمیشن نے یہ اہم معاملہ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج دیا ہے۔ حالانکہ کوئی ایسا جرم جس کی سزا موت ہے، ناقابل دست اندازی پولیس نہیں ہے۔ لاء کمیشن ہو یا اسلامی نظریاتی کونسل، یہ سازش کامیاب نہیں ہو سکتی لیکن اس حقیقت سے بے خبر افراد نے اپنا کردار ادا کرنے کے لئے سرگرمیاں شروع کردی ہیں۔ یہ بات پاکستان حقوق انسانی کمیشن کے نام سے سابق جج سپریم کورٹ مسٹر دراب پٹیل کے بیانات اور پریس کانفرنس سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ موصوف نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ۲۹۵ سی سے اشتعال پھیل رہا ہے اور جنونیت میں اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا اس دفعہ کو ختم کردیا جائے۔ انہوں نے مذہب سے متعلق قوانین کے لئے (Blasphemy) قانون کی اصطلاح استعمال کی حالانکہ ان قوانین میں مغرب کے ممالک مذہب اسلام کے تحفظ کے لئے کوئی تعزیر مقرر نہیں کرتے اور کہا کہ اس جرم کے سدباب کے لئے دفعہ ۲۹۵ اے ہی کافی ہے اور ضروری ہو تو اس میں سزا کا اضافہ کرلیا جائے۔ دفعہ ۲۹۵ اے پر بھی ایک نظر ڈالی جائے تو صورت حال مزید واضح ہو جائے گی۔

دفعہ ۲۹۵ اے...... جو کوئی دانستہ یا معاندانہ نیت سے پاکستان کے شہریوں کے کسی فرقے کے مذہبی احساسات کی تذلیل کی غرض سے بذریعہ الفاظ، خواہ تقریری ہوں یا تحریری یا اشاروں سے اس فرقے کے مذاہب یا مذہبی عقائد کی توہین کا اقدام کرے اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں...... مسٹر دراب پٹیل نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی موجودگی میں ان خیالات کا اظہار کیا جس پر پی پی پی کے بعض وکلاء نے بھی فوری رد عمل ظاہر کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ دفعہ ۲۹۵ سی ختم نہ کی جائے اس میں ترمیم کی جائے کہ دوسری جانب قانون کے بڑے ادارے کے ذریعے اس جرم کو ناقابل دست اندازی پولیس بنانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ قومی اسمبلی میں فادر جولیس اور وفاقی وزیر قانون کے متضاد بیانات کے ساتھ بیرون ملک ایس ایم ظفر کا بیان کہ "اب پولیس افسر اس جرم کے تحت مقدمہ درج نہیں کرے گا" یہ سب کچھ ایک ہی سازش کی کڑیاں دکھائی دیتی ہیں تاکہ حقوق انسانی کی آڑ میں شیطان رشدی جیسے دوسرے شاتمان رسول کو بھی چلایا جاسکے اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جائے۔

مسٹر پٹیل کے بیان کے بعد متعدد تنظیموں کی جانب سے رد عمل میں بیانات بھی سامنے آئے۔ لاہور ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ نے بھی اپنا فیصلہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں دے دیا کہ سزائے موت سے متعلق فیصلہ ہی حتمی فیصلہ ہے۔ ہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشیر قانون اور ایمنسٹی انٹرنیشنل پاکستان کے بانی سیکریٹری کی حیثیت سے تفصیلی بیان میں جناب پٹیل کو خبردار کیا کہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے مت کھیلیں، ان کا بیان توہین عدالت کے ارتکاب کے زمرہ میں آتا ہے جس کا فیصلہ حتمی ہو چکا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ منظور مسیح کے قتل کا دفعہ ۲۹۵ سی سے کوئی تعلق نہیں اور حکومت اس واقعہ سے نمٹنے کے وسائل رکھتی ہے، اس لئے مسٹر پٹیل کا بیان قابل مذمت ہے اور انہیں قادیانیوں اور پی پی پی کے مقاصد پورے کرنے کے لئے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ وہ حقوق انسانی کے نام پر اپنی مذموم سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتے اور جو تعزیری قانون نافذ کرلیا گیا ہے، اسے (Blasphemy) قانون کا نام دے کر ختم نہیں ہونے دیا جائے گا۔ یہ اصطلاح چرچ سے متعلق قوانین کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ مسٹر پٹیل کو یاد دلایا کہ مسیحی عقائد کے خلاف اللہ، حضرت عیسیٰ چرچ وغیرہ کے خلاف کلمہ کفر کہنے کی سزا بھی موت مقرر تھی جو بعد میں تبدیل کی گئی۔ اسلام میں قرآن اور سنت کے مطابق مقررہ سزا حد میں کوئی طاقت تبدیلی نہیں کر سکتی۔ چونکہ توہین رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جرم پر حد کا نفاذ ہے، اس لئے اس کی سزا موت کے سوا کچھ اور نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شخص یا اتھارٹی اس قانون کی آڑ میں بے بنیاد اور جھوٹی کارروائی کرنے کا مرتکب ہو، اسے قذف کی طرح سخت سزا دی جائے نہ کہ ایسی مہم چلائی جائے جو عفوو درگزر کی تعلیم دینے والے مذہب اسلام کے پیروکار کی برداشت کو آزمائش میں ڈال دے...... کیونکہ

مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اور جب عدالت کے دروازے بند ہوں گے تو احکام الٰہی کے پابند اپنا کردار ادا کرنے میں آزاد ہوتے ہیں۔"

عیسائیت اور قادیانیت کی یلغار

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کفر ایک ملت کی مانند ہے۔ کفار نے ہمیشہ متحد ہو کر امت مسلمہ کے خلاف ہر طرح اسلام دشمن سرگرمیاں جاری رکھیں بر صغیر پاک و ہند میں عیسائیت اور قادیانیت نے مل کر ملت اسلامیہ کو ہر طرح نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ بقول علامہ اقبالؒ: "قادیانیت عیسائیت کا چربہ ہے" اسلام اور اہل اسلام کے خلاف عیسائیت اور قادیانیت کی یلغار کو بروقت روکنا مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ جناب حافظ عبدالوحید صاحب کی فکر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں .... (مدیر)

قارئین کو یاد ہوگا کہ ماضی قریب میں عیسائیوں کے مذہبی پیشوا پوپ جان پال دوم نے بر صغیر پاک و ہند کا مشنری دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے پاکستان اور ہندوستان کی مختلف شخصیات سے ملاقات کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں مقیم اپنی عیسائی برادری کو یہ یقین دہانی کرائی کہ آئندہ شروع ہونے والی ہزاری دنیا میں عیسائیت کے فروغ اور تبلیغ کی ہزاری ہے۔ اس یقین دہانی میں عیسائی مشنریوں اور مبلغوں کے لئے ایک پیغام بھی تھا کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور اپنے مشن کی تکمیل میں مؤثر و فعال کردار ادا کریں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت تقریباً پوری دنیا میں عیسائیت کا تبلیغی لٹریچر فری تقسیم کیا جارہا ہے۔ تعلیمی اداروں، تفریحی پروگراموں، رفاہی تنظیموں، ہیلتھ سینٹروں اور ہسپتالوں کے قیام اور نت نئے عالمی تہواروں کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ غیر محسوس طریقوں سے جاری ہے...... دور کیوں جائیں، ہمارا اپنا ملک "پاکستان" عرصہ دراز سے مسیحی تبلیغ کی زد میں ہے۔ ہمارے یہاں کے معروف ترین اور اعلیٰ ترین سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں باقاعدہ طور پر طلبہ و طالبات کو عیسائیت کی دعوت و تعلیم دی جاتی ہے (اور مخلوط تعلیم کے "فیض و برکت" سے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک مسلم نوجوان کسی عیسائی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے) صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے دور دراز کے دو دیہات جہاں کے باسیوں کو ہمارے نااہل حکمرانوں کی غفلت اور عدم دلچسپی کی وجہ سے زندگی گزارنے کی بنیادی ضرورت (مثلاً پانی، تعلیم، علاج وغیرہ) تک میسر نہیں اب یہ تمام سہولیات انجیل عیسائی مشنریوں کے ذریعے بلاقیمت مل رہی ہیں۔ الغرض عیسائی مشنریوں کو ہمارے ہاں جو بھی خلا

حافظ عبدالوحید

نظر آتا ہے اسے وہ اپنی غرض کے لئے پر کرنے کی فی الفور کوشش کرتے ہیں۔ رہی سہی کسر ذرائع ابلاغ کی برق رفتاری نے پوری کر دی ہے۔ ۱۹۸۹ء کی ایک سروے رپورٹ کے مطابق بی بی سی لندن کے چودہ مختلف چینلز دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں مختلف طریقوں سے صرف عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور ان تمام چینلز کے ہمہ قسم کے اخراجات عیسائی عوام برداشت کرتے ہیں...... اور اس پر مستزاد یہ کہ دنیا کی عیسائی حکومتیں ان تمام "خدمات" اور سرگرمیوں کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ اگر دنیا کے کسی خطے میں مسیحی کسی شکل میں گرفتار ہو جائیں تو یہ حکومتیں ان کی بازیابی کے لئے متحرک ہو جاتی ہیں اور اپنا مسئلہ حل کر لینے تک چین نہیں لیتیں (پاکستان میں گستاخیٔ رسولؐ کے مقدمات اس کے شاہد ہیں)۔

پاکستان میں موجودہ فوجی اقتدار کے آغاز کے ساتھ ہی برطانیہ میں "پناہ گزین" قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے "آئین پاکستان" کی معطلی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دورہ پاکستان کا اعلان کیا تھا مرزا طاہر کا یہ دورہ ممکن ہے یا نہیں؟ اس کا صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے...... مگر تب سے اب تک یہ چیز مشاہدے میں آرہی ہے کہ قادیانی فرقہ اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت میں خاصا سرگرم ہے۔

پاکستان کی اکثریت چونکہ معاشی بحران کا شکار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی فقدان ہے۔ ان دونوں کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ لوگ "دولت اور عورت" کا یہودی حربہ استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اپنے فرقے میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں اور یہ حربہ استعمال کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ خود جانتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کوئی چیز ایسی نہیں جو لائق توجہ یا دلچسپی کا باعث ہو۔ چنانچہ اس طریقہ سے وہ اپنی باتوں میں جاذبیت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نفسیاتی طور پر بھی آدمی کو مرعوب کرتے ہیں......

ایک تجزیئے کے مطابق دنیا میں موجود ہر قادیانی اپنی ماہوار آمدنی کا دس فیصد رضاکارانہ طور پر اپنے مذہب کی تبلیغ پر صرف کرتا ہے، کسی ہنگامی

ضرورت پر خرچ کرنا اس کے علاوہ ہے۔ انہی ماہانہ فنڈز کی بدولت اس وقت ایک مستقل ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن قائم کیا جاچکا ہے جس سے چوبیس گھنٹے قادیانیت کا تبلیغی مشن جاری رہتا ہے...... اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ فرقہ آج کل انٹرنیٹ کی سہولت سے خوب فائدہ اٹھارہا ہے' پڑھا لکھا طبقہ اسی ذریعے سے خاص طور پر گمراہ کیا جارہا ہے' انٹرنیٹ پر اپنی ویب سائٹ کے ذریعے قادیانی اسلام اور مسلمانوں' جہاد اور مجاہدین اور خصوصاً پاکستان اور نظریہ پاکستان کے خلاف خوب زہر اگل رہے ہیں۔

سطور بالا میں مذکور فرقوں کی سرگرمیاں دنیا کی مسلم حکومتوں' مسلم عوام اور خصوصاً پاکستان کی دینی جماعتوں سے اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ وہ حالات کا تدارک کرتے ہوئے اس فکری جنگ اور میڈیا وار کا پوری تندہی سے مقابلہ کریں۔ "علاج بالمثل" کے طور پر اپنے تمام ذرائع ابلاغ (اخبارات' جرائد' ریڈیو' ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ) پر اسلام کی حقانیت' اس کی تعلیمات پر مشتمل مثبت اور موثر پروگرام اور پوری دنیا کے لوگوں کو اسلام کی خالص دعوت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیت اور قادیانیت کے زہریلے پروپیگنڈے کی خبر لیں......

آج اسلام کی دعوت اور اس کی تبلیغ واشاعت کی پہلے سے کہیں بڑھ کر ضرورت ہے۔ بدلتے حالات اور عہد جدید کا تقاضا یہ ہے کہ اہل علم اپنے علم اور خداداد صلاحیتوں سے لیس ہو کر ان حالات کا مقابلہ کریں اور صاحب ثروت لوگ (فضول خرچیوں اور خواہشات نفس کی اتباع سے اجتناب کرتے ہوئے) اپنی دولت کسی لالچ کے بغیر دین الٰہی کی نصرت کے لئے نچھاور کریں۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں ترے دور کا آغاز ہے

دعائے مغفرت کی اپیل

شبان ختم نبوت بھلوا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے سرگرم کارکن میاں محمد آفتاب انور کے بڑے بھائی ڈاکٹر میاں ممتاز احمد آزاد گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ تمام مسلمانوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

(منجانب شبان ختم نبوت سب تحصیل کوٹ مومن)

ضروری اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۴۲'۴۳ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔ قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

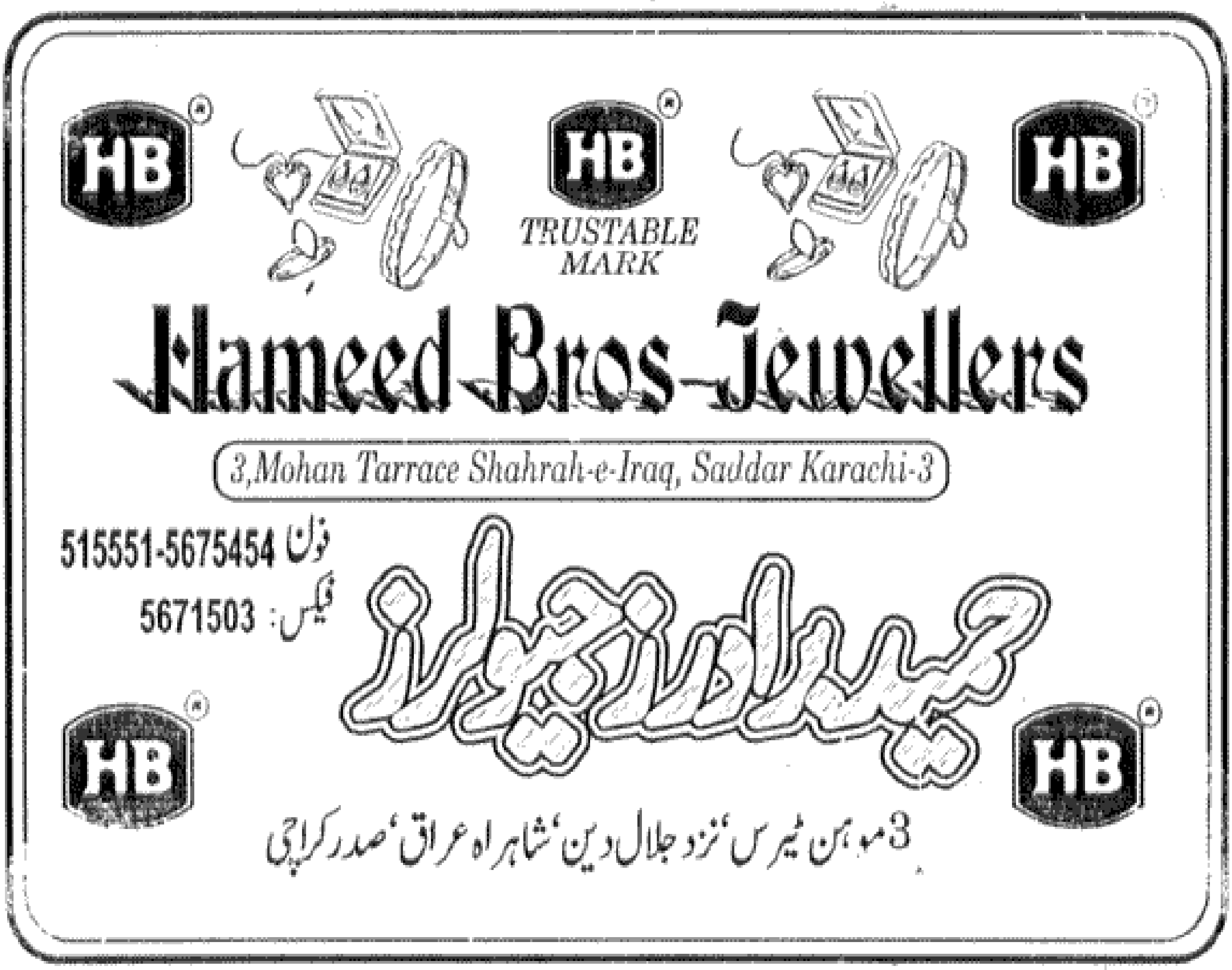

مرزائیوں کا نصب العین قادیانی ریاست کا قیام

جناب ارشاد اللہ کمال صاحب

شاید کسی سبب سے یہ امید بندھ چکی تھی کہ محض خود کو طفل تسلی دے رہے تھے یا پھر دنیاوی لالچ اور سہانے مستقبل کی امید پر اپنے پیروکاروں کو ثابت قدم رکھنے کی پلاننگ تھی ایک اور جگہ مؤقر قادیانی پرچے میں بوضاحت یہ الہامی پیشگوئی مرقوم ہے:

"نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے' ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔"

قادیانی جماعت کو اپنے سیاسی عزائم کے بارے میں صوبہ بلوچستان سے کس قدر گہری دلچسپی ہے' برسوں سے وہ اسے مرزائی اسٹیٹ میں بدلنے کے کیسے ناپاک منصوبے بناتے رہے ہیں؟ اس کی ایک جھلک مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مندرجہ ذیل بیان میں موجود ہے:

"بلوچستان کی آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے' زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت احمدیہ اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے' اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے' پس میں جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں' پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالیں تاکہ جماعت احمدیہ شروع شروع سے تقسیم ہند کے خلاف تھی مگر جب قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تو انہوں نے قادیان کو "مولود نبوت" قرار دے کر ریڈکلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت پیش کی' نیز جنرل گریسی اور لارڈ مونٹ بیٹن سے اپنی وفاؤں کا صلہ چکانے کی اساس پر آمادہ کرتے رہے...... اس موقع پر قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ محضر نامہ پیش کیا۔ مؤقف یہ تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں پارٹیوں کا منشور ہمارے لائحہ عمل کے خلاف ہے' ہم ان سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا قادیان کو ویٹی کن سٹی قرار دیا جائے' اس یادداشت میں قادیانیوں کی مبالغہ آمیز تعداد' اپنے علیحدہ مذہب اور متعلقہ فوجی و سول ملازمین کی کیفیت کے علاوہ دیگر تفصیلات و جزئیات بھی درج تھیں' بلکہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انہوں نے ۱۹۴۰ء میں تقسیم کیا تھا' اس نقشے میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا گیا...... گو مرزائیوں کا یہ مطالبہ درخور اعتناء نہ سمجھا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے میمورنڈم کو بہانہ بناتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دیا' یوں گورداسپور کو غیر مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین اور فوجی نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل علاقے بھارت کے حوالے کرنا آسان ہو گئے' نہ صرف کشمیر پاکستان سے کٹ کر رہ گیا بلکہ اس راستے سے ہندوستان کا آہنی ہاتھ آج بھی بچے کھچے کشمیر اور ملحقہ علاقے کی شہ رگ پر ہے...... سید نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اس سے متعلق پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اپنی یادداشتوں کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

"لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق جس پر ریڈکلف نے ۸/اگست اور ۱۷/اگست کے درمیانی عرصہ میں ردوبدل کیا اور ریڈکلف نے ۸/اگست کو دستخط کئے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی افواہ یہی ہے اور ضلع فیروزپور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریقہ پر ردوبدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب حدبندی کے کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر' ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور جو ہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آرہا ہے۔ لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروزپور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکرگڑھ) پاکستان کا حصہ بنا کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں' یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں۔ غالباً نہیں آیا تھا

کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نظر سے قطعاً غیر متعلق تھا' ممکن ہے ریڈکلف کو اس نقطے کا علم نہ ہو کہ اس سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر آیا تھا' اسکے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈکلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمن کی سازش میں اہم کردار ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے' خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے انہوں نے قادیانی جماعت کا نقطہ نظر عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ قادیانی جماعت کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی 'لیکن

جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمان سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا' اگر قادیانی جماعت یہ حرکت نہ کرتی تو بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔"

جسٹس دین محمد کو مسلم لیگ کے میمورنڈم کا مطالعہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد کسی تقریب میں چودھری ظفر اللہ خان سے (جو مسلم لیگ کے وکیل تھے) ملنے کا اتفاق ہوا' انہوں نے علیحدگی میں چودھری صاحب کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا جس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے چودھری صاحب نے جواب دیا کہ:

"مسلم لیگ نے مجھے اپنا وکیل مقرر کیا ہے' مطالبات مرتب کرنا مسلم لیگ کا کام تھا وکیل کا فرض موکل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے۔"

اب اس سلسلہ میں باؤنڈری کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں:

"اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا؟" اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹھانکوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا

جبار کارپٹس

ڈیلرز

☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ
☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

۴۔ این آر ایو نیو نزد حیدری پوسٹ آفس
بالمقابل جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

Phone : 6646888-6647655
Fax : 092-21-5671503

تناسب خود بخود بڑھ جاتا' مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکرگڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی؟ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا؟ بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا' جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے' کیا گورداسپور کو اس لئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم و ارادہ تھا۔

اس ضمن میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں' میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ قادیانیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا' اگر ان کو مسلم لیگ کے مؤقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ آسکتی تھی' لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکرگڑھ کے مختلف حصوں کے لئے حقائق اور اعداد و شمار پیش کئے۔ اس طرح قادیانیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اسی دعویٰ کے لئے دلیل میسر کردی کہ اگر نالہ اجھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علاقہ ہمارے حصے میں آگیا ہے' لیکن گورداسپور کے متعلق قادیانیوں نے اس وقت سے ہمارے لئے سخت مخمصہ پیدا کردیا۔ مسٹر ظفر اللہ خان کی مزید محسن کارکردگی کی حدود اربعہ محسن وجوہات بالکل واضح ہوکر منظر عام پر آجاتا ہے' اگر روزنامہ "مشرق" لاہور کے ایک ایڈیٹوریل کا مطالعہ کیا جائے جس سے حقائق کی مکمل نقاب کشائی' ہوتی ہے...... ملاحظہ فرمایئے

بھارت کے مشہور اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط اور خود نوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج محمد ظفر اللہ خان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو بے وقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائداعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا میرا جواب' اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔ مندرجہ بالا تاریخی حقائق کو حسن ظن کے باعث محض الزام تراشی خیال نہ کرلیا جائے۔ قادیانی مذہب وسیاست کے موقر جریدہ "الفضل" کے متعدد پرچے اس دعویٰ پر شاہد ہیں' جب قیام پاکستان ناگوار نظر آنے لگا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے ۱۷مئی ۱۹۴۷ء کو بدحواسی کے عالم میں ایک بیان داغ دیا۔ یہ "الفضل" اخبار کے صفحہ اول پر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا' بنا بریں سینکڑوں ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی قوم آج تک اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی ہے۔ الغرض مذکورہ بیان کی چند سطور نذر قرطاس ہیں۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور قوموں کو منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری ہے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"

نامکمل ہے سقوط کارواں کی داستان
اس میں تھوڑا سا بیان رہبر بھی چاہئے

قادیانیوں کی پاکستان دشمنی خوالی سمجھ میں آسکتی ہے' کیونکہ ان کے نام نہاد خلیفہ نے برملا کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت برصغیر پاک و ہند کو وفاق کی لڑی میں پروئے رکھنا چاہتی ہے اور تو پھر یہ لوگ وطن عزیز کے لئے مخلص کیسے ہوسکتے ہیں؟...... چند دیگر حوالہ جات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

لاشہ قائد اور نفرتوں کی آگ:

قائداعظم کے انتقال پر ملال سے پوری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہوگیا ہو لیکن اس جانکاہ حادثہ پر بھی قادیانیوں کا رویہ انتہائی توہین آمیز اور قابل اعتراض رہا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ سر ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنا پسند نہ کی اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ حالانکہ اس وقت یہ وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے جب اخبارات اس

معاملے کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے درج ذیل جواب دیا گیا:

"جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔"

دوسری جگہ لکھا گیا:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے' مگر مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔"

اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خان سے سوال ہوا کہ آپ قائد اعظم کے جنازہ کے وقت غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے رہے' جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ تو وہ بولے:

"آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر یا ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم خیال کرلیں۔"

چند برس پہلے ایک رسالے میں ظفر اللہ خان صاحب کا مفصل انٹرویو شائع ہوا تھا ان سے پوچھا گیا آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا؟ جواب دیا:

"ہاں یہ بات ٹھیک ہے میں نے نہیں پڑھا یعنی قائد اعظم کا جنازہ پڑھتا تو ایک اعتراض کی بات ہے کہ یہ شخص منافق ہے' یہ غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے پڑھ لیا اب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے اس کا عقیدہ کچھ ہے' عمل کچھ کرتا ہے۔"

اس نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائد اعظم کا جنازہ تو پڑھ لیا تھا' میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں' میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے' تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے' ان کی اپنی کرتوت تو سامنے ہونی چاہئے' نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہاں کو معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ اس جسارت کا مختصراً پس منظر حوالہ قرطاس ہے:

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں' کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔"

کل کے رو لینے کی فرصت پھر نہ اس کو مل سکی
آج پھر انور ہنسے گا بے تحاشہ دیکھنا

یادوں کے جھروکے:

لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے' لوگ جھنجلا اٹھتے ہیں کہ ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے' لوگ چڑتے ہیں کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے' بلکہ اگر گالیاں دینے اور دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہئے' بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن (پاکستانی مسلمان) یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوتی تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔

قادیانی چیلنج:

"اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو ملک (پاکستان) سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔"

یہ آٹھ دس موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے' ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجہ میں فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں' بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں' لیکن وہ نوکری اسی طرح کیوں نہ کرائی جائے' جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے' پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر شعبے میں آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔"

"۳/اپریل ۱۹۴۷ء کو چودھری ظفر اللہ خان کے بچے کی شادی کے موقع پر خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے رویا کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے' میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان کی ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہئے حقیقت یہی ہے کہ

ہندوستان جیسی مضبوط بیس (Base) جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا' اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک اسٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور اس کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے' اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال ختم ہو جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں' تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں' بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے' چنانچہ اس رویاء میں اس طرح اشارہ ہے' ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں' مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہیں گے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

مرزائیوں کے دامن سے اقتدار کی خواہش کس طرح لپٹی ہوئی تھی اس کا ہلکا سا اندازہ ان اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے:

"پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں' وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں جو' شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے' وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے؟ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے' آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔"

قادیانی سیاست کا نصب العین یہ ہے کہ ہر صورت قادیانی ریاست قائم ہو۔ اسی موضوع پر تقریر کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے اپنے پروگرام پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی:

"ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں' لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور لمبا نہیں ہو سکتا) اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی...... جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکساری کے ساتھ ہم سے استدعا کر رہے ہوں گے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کرکے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں بہتر ہے۔"

☆☆..........☆☆

بقیہ: آہ! جمہوری شہزادے' سیاسی رانیاں

اور ہتھوڑے میں ہمہ تن مصروف رہی' اب کوئی ہمیں بتائے کہ۔

دل ہی تو ہے نہ کہ سنگ و خشت
درد سے بھر نہ آئے کیوں

ایسی جمہوریت کو کوئی کیا کرے' جس نے اپنے باون سالہ دور میں پاکستان کو لوٹنے کے سوا دیا ہی کیا ہے؟ آخر آج یہ فوج کیوں منحوس ہو گئی ہے' یہ وہی فوج ہے جس کے گیارہ سالہ دور اقتدار میں خود نواز شریف ہی نے سیاسی پر پرزے نکالے اور داؤ پیچ سیکھے۔

کیا جنرل مشرف اس وقت برے نہیں تھے جب کئی سینئر جرنیلوں کو چھوڑ کر ان کو سی این سی بنایا گیا؟ کیا یہ وہی کمانڈر انچیف نہ تھے جن کو دو سال کے لئے مزید رہنے کا موقع دیا گیا؟ کیا اسی کو جمہوریت کہتے ہیں کہ موٹروے پر غریب آدمی کو سفر کرنے سے ٹیکس لگا کر روک دیا جائے کیا یہ موٹر پجارو کے مالکان کے ٹیکسوں سے بنائی گئی' کیا اسی کو جمہوریت کہتے ہیں کہ باری باری پاکستانی قوم کو لوٹنے کے لئے ٹائم ٹیبل بنا دیا جائے' ہرگز نہیں ہرگز نہیں!!!! صبر کرو:

﴿ان اللہ مع الصابرین﴾

"اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں"

باقی فوجی قیادت سے بھی عرض کرتا چلوں کہ۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ان سیاسی منچلوں کی باتوں پر توجہ نہ کریں اور دو کام ہر حال میں پایہ تکمیل تک پہنچائیں:

(۱)...... لٹیروں سے قوم کی لوٹی ہوئی دولت کو ہر حال میں وصول کریں۔

(۲)...... عدل و انصاف تک ہر آدمی کی رسائی آسان کر دو ورنہ انجام آپ کا بھی......؟

آہ! جمہوری شہزادے ‘سیاسی رانیاں!

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت

قیام پاکستان کا مقصد نفاذ اسلام تھا تاکہ جانی و مالی بیش بہا قربانیاں دینے والوں کو اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کے مواقع میسر ہوں لیکن بعد از قیام پاکستان تاحال "جمہوری شہزادے" اور "سیاسی رانیاں" مختلف بھیس بدل کر ملک عزیز کے اکثر غریب عوام کے خون سے گویا گارے اینٹ کا کام لے رہے ہیں اور اپنی سیاسی دکانوں کو چمکانے کے لئے ہر طرح کے داؤ پیچ لڑا رہے ہیں...... حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب کی ایک فکر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ .... (مدیر)

جمہوری شہزادے دوشیزہ اقتدار کے لئے بے تاب نظر آرہے ہیں‘ یہی وجہ ہے کہ فوج کو واپس بیرکوں میں لوٹانے کا واویلا کررہے ہیں۔ کرپٹ‘ بددیانت‘ عیاش اراکین اسمبلی‘ بیت المال اور دیگر ذرائع سے اکٹھی کی ہوئی دولت کو ہضم کرنے کے لئے مختلف حیلے اور بہانے تلاش کررہے ہیں‘ کبھی یہودی لابی سے گٹھ جوڑ کرکے اس سے جمہوریت کے نام پر مطالبہ کرواتے ہیں کہ چیف ایگزیکٹو صاحب ٹائم فریم دیں‘ کبھی کہتے ہیں کہ فوج کا کام صرف سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اور سیاست صرف جمہوری بگلوں اور سیاسی لٹیروں تک محدود رہنی چاہئے‘ کبھی کہتے ہیں کہ فوج صرف وطن عزیز کی حفاظت کی ذمہ داری کو پورا کرے باقی ملکی داؤ پیچ اور سیاسی قلابازیاں ان مشہور زمانہ سیاسی منچلوں پر چھوڑ دی جائیں‘ کبھی کہتے ہیں کہ ہمیں امید نہیں بلکہ سو فیصد یقین ہے کہ عدلیہ ہمارے ساتھ انصاف کرے گی اور وہ اسمبلیاں بحال کردے گی‘ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ایک جنرل سرحدوں کی حفاظت کا ذمہ بھی لے اور عالمی سیاست کے منچلوں کے داؤ پیچ کا بھی مقابلہ کرے‘ ان تمام مشوروں اور اعتراضات کا محور یا ٹارگیٹ صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ فوج لیلائے اقتدار ان کے حوالے کردے تاکہ یہ سیاسی شہزادے اور جمہوری رانیاں حسب سابق اس سادہ لوح قوم کا بچا کچھا خون بھی جوں کی طرح چوس لیں تاکہ ان کے اندر تڑپنے کی سکت بھی باقی نہ رہے۔ اب

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی

صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے جس پر بندہ تھوڑا سا تبصرہ کرکے آپ سے وقت چاہے گا پھر آپ یہ کہہ نہ سکیں گے کہ تم جمہوری بگلوں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟

پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا پاکستان کے باسی (اور میری مراد اس سے اکثریت ہے) جمہوریت چاہتے ہیں؟ وہ جمہوریت کے لئے بے تاب ہیں؟ کیا ریڑھی لگانے والے‘ مزدوری کرنے والے‘ کھیتوں میں ہل چلانے والے‘ موٹروے سے ہٹ کر پرانی اور دھواں چھوڑنے والی بسوں میں سفر کرنے والے‘ پرانی ٹوٹی ہوئی ویگنوں میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے والے‘ دفتروں میں غریب چپڑاسی آواز لگانے والے‘ وکیلوں کے دفتروں میں غریب کلرک آٹھ گھنٹے مسلسل ایک چائے کے کپ کے لئے انتظار کرنے والے‘ ہسپتال کے اندر لاکھوں مریض بے یارومددگار ایک اسپرو کی گولی کو ترسنے والے بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کے گھروں میں غریب مٹی اور میراثی زمینداروں کے کتوں کو مکھن اور دودھ پلانے والے جو خود کچی لسی کے لئے ترسنے والے‘ بڑے بڑے کارخانہ داروں کے بچارو کے ڈرائیور گھر جانے کے لئے کرایہ کے واسطے ہاتھ پھیلانے والے۔

غرضیکہ پاکستان کی آبادی کا ۸۰ فیصد غربا اور مفلوک الحال طبقہ بھی جمہوریت کے لئے اس قدر نالاں ہیں کہ اس کی ایک جھلک پھر دیکھنے کے منتظر ہیں‘ کیا وہ بھی شور مچاتے ہیں واویلا کررہے ہیں کہ ہمیں فوجی حکومت نہیں چاہئے‘ جنرل پرویز ہماری جان چھوڑے‘ فوج واپس بیرکوں میں جائے کیا کسی ایک کسان نے جس نے اپنے آباؤاجداد سے لے کر اب تک ٹیلوں تک نہری پانی پہنچنے کا حقیقت تو کیا کبھی خواب میں بھی تصور نہ کیا ہوگا‘ کیا ایسے کسی ایک انسان نے بھی بھول کر کسی جگہ یا کسی چوراہے پر کہا ہے کہ ہمیں فوج نہیں چاہئے فوج واپس جائے‘ ہمیں وہی پرانے شکاری قوم کے لٹیرے‘ وہی بے ایمان‘ بددیانت اور غریبوں کے بیت المال پر گل چھرے اڑانے والے جمہوری شہزادے اور سیاسی رانیاں چاہئیں! اگر کوئی شخص عقل سے کورا نہ ہو عقل سلیم کا شائبہ بھی رکھتا ہو‘ وہ ملک عزیز کی گلیوں میں جھانک کر دیکھے۔ بسوں ویگنوں پرانے طرز کے تانگوں مریل گھوڑے پر سفر کرنے والے سے پوچھے تو ملکی اور غیر ملکی دانشوروں کی آنکھیں کھلی رہ جائیں۔ عجیب بات ہے فوج بھی صفائی کے لئے آئے تو ریکارڈ قائم کردے‘ واپڈا کے لٹیروں پر نگرانی کرے تو یک لخت کایا پلٹ جائے اور دیکھتے ہی

دیکھتے گنگا الٹی بہنے لگ جائے' نیک نام باعزت سیاستدانوں اور سیاسی شخصیتیں ہی پکڑی جائیں اور خاص کر سابق وزراء اور اسمبلی کے ممبران ناجائز کنکشن لے کر اپنے ٹیوب ویل اور فیکٹریاں' کارخانے چلائیں اور سینما کی رونق بڑھائیں اور بجلی فری اور چوری کی استعمال کریں اور رات دن ڈھنڈورا بھی پیٹیں کہ ہمیں قوم کے درد نے نڈھال کردیا ہے' ہم قوم کے پسماندہ لوگوں کے دکھوں کا مداوا ہیں اور اگر فوج اچانک بیت المال کی طرف رجوع کرے اور نظر ثانی کرے تو وہاں بھی فائلوں کے انبار ہیں بددیانتیاں ہیں۔ نکئی کی حیثیت سے سب سے پہلے جو فائل ابھر کر برآمد ہو وزرائے اعلیٰ جیسے معصوم و محترم شخصیت کی فائل ہو' جو غریبوں' مسکینوں' یتیموں' بیواؤں' بے نواؤں کے مال پر خود اور اپنے رشتے داروں سمیت ہاتھ صاف کرتے نظر آتے ہیں نکئی صاحب سردار تھے' جاگیردار تھے بڑے ہی معصوم تھے لیکن فائلیں چیخ چیخ کر زبان حال سے فوجی حضرات کو پکار رہی ہیں کہ نکئی صاحب بیت المال کے خرچے پر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ عمرے پر چلے جاتے تھے تاکہ وہاں اپنے کرتوتوں پر مگرمچھ کے آنسو بہا کر نجات کے جعلی سرٹیفکیٹ کی تشہیر کریں اور اسی طرح جب منظور وٹو کے اعمال پر نظر پڑی اور اس کے کرتب سامنے آئے تو وہ مسلسل دہائی دیتے ہیں کہ مجھ پر ظلم و جبر کو اس لئے روا رکھا جارہا کہ میں نے اپنے اثاثے قوم کے سامنے رکھ دیئے ہیں' میں تو ایک مسکین اور معصوم آدمی ہوں مگر جب تحقیق کا جھٹکا آیا اور فائلیں کھلیں تو نکئی صاحب کے بعد وٹو کی فائلیں برملا پکار اٹھتی ہیں کہ اس نیک صورت و سیرت معصوم انسان نے معصوم بچوں کی طرح بے خبری کی حالت میں بیواؤں غریبوں کے

بیت المال پر بڑے سائنٹیفک طریقے سے ڈاکے ڈالے ہیں' جب فوج کا ڈنڈا سامنے آتا ہے تو فوراً چیخ اٹھتے ہیں کہ ہم لوٹا ہوا مال معصومانہ انداز میں واپس کرنے کے لئے تیار ہیں' یعنی عجیب چال کھلے عام کھیل رہے ہیں کہ ہم لوٹا ہوا مال لوٹ سیل کی طرح واپس کرتے ہیں کس قدر حماقت' کس قدر ناانصافی ذرا غور تو کرو کہ فوج کی طرف سے حیرت انگیز تبدیلی کے باوجود یہ جمہوری شہزادے اور سیاسی رانیاں شور و واویلا مچارہے ہیں کہ جمہوری عمل جاری رہنا چاہئے۔ فوج پنجاب کے اسکولوں کا جائزہ لیتی ہے تو آٹھ ہزار کاغذی اسکولوں کا پتہ لگالیتی ہے' جہاں نہ استاد' نہ شاگرد' نہ کتاب' نہ کاغذ' مگر یہ قومی لٹیروں کے ایجنٹ تنخواہ وصول کررہے ہیں اور گورنمنٹ کے خزانے سے عمارتوں کا کرایہ دیا جارہا ہے۔ سرکاری ٹھیکیدار سڑکیں بناتے ہیں اور ان کرپٹ بددیانت ممبران اسمبلی کا اس میں حصہ رکھتے ہیں اور سڑک ابھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی کہ جہاں سے شروع ہوتی ہے' چند مہینوں کے بعد وہاں سے اکھڑنا شروع ہوجاتی ہے' آپ خود ہی ان ٹھیکیداروں کا اندازہ لگالیں کہ دریائے جہلم پر خوشاب کا پل دور سے گزرنے والوں کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر آوازے کسنے لگتا ہے کہ سیاسی ٹھیکیداروں درندوں سے کبھی مجھ کو محفوظ کردیا جائے گا' کبھی مجھے عوام کی خدمت کا موقع میسر ہوگا اب وہی سڑکیں اور پل فوج بناتی ہے اور سفر کرنے والے محسوس کرتے ہیں کہ یہ کارنامہ بھی ذمہ داری سے ادا کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ کرپٹ عناصر دوشیزہ اقتدار کے لئے بے قرار ہیں' عوامی حکومتیں آتی ہیں ہندوستان سے دوستی کا دم بھرتی ہیں اور ہر سیاسی حکومت کشمیر کا ذکر کرنے سے گھبراتی ہے اندرا گاندھی کا بیٹا اسلام آباد آتا ہے

تو جہاد کشمیر کے تمام بورڈ اور میز ز اتار لئے جاتے ہیں تاکہ ہمارے "مہمان" کی طبیعت مکدر نہ ہو اور اندرا کے بیٹے کو محسوس ہوتا ہے کہ فضا سازگار بنادی گئی ہے' تو وہ یہ بیان دے دیتا ہے کہ "کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے" تو ہماری کابینہ کو سانپ سونگھ جاتا ہے' چہروں پر معذرت آمیز مسکراہٹ طاری کرلی جاتی ہے اور بھارت کے وزیراعظم سے ذاتی طور پر اپیل کی جاتی ہے کہ فلیٹ کمپنی کی ڈیلر شپ ہمارے صاحبزادے کو دی جائے۔ کشمیر کے مسئلہ کو تہہ خانے میں ڈال دیا جاتا ہے' تجارت کو فروغ دینے کے لئے پاکستان کے کاشتکاروں کی محنت کی کمائی کو چینی کی شکل میں بھارت اسمگل کردیا جاتا ہے' پھر وہی چینی مڈل ایسٹ کے دلالوں کے ذریعے مہنگے داموں خریدی جاتی ہے اور یوں اپنی تجوریاں بھرلی جاتی ہیں' گھروں میں بیڈرُوموں کے نرم صوفہ سیٹوں پر براجمان ہوکر خاتون اول کو گواہ بنا کر گجرال کو فون کیا جاتا ہے اور باریش دیندار طبقہ ان کارتوتوں کو بے نقاب کرنے کے لئے احتجاج کرتا ہے تو ان کو ڈنڈوں سے ٹھنڈا کرکے واجپائی کا استقبال کیا جاتا ہے۔ غیر ملکی اخبارات میں ایک خاص تکنیک سے بڑے بڑے حروف کے ساتھ سرخیاں قائم کی گئیں اور قد آدم اشتہارات شائع کئے گئے' جس سے فوج کو بدنام کیا گیا ان کو بدمعاش کے لقب سے نوازا گیا اور اس سارے عمل کے پیچھے بھارتی لابی کا ہاتھ تھا اور اگر کوئی ہمارا پاکستانی ان کے مکروہ افعال کا دفاع کرتا ہے تو اس کو خاموش کردیا جاتا ہے' برطانیہ کا پاکستانی سفیر عوامی حکومت کا تاج پہنے ہوئے روڑے اٹکاتا ہے کہ خاموش رہو' لوگ عوامی حکومت سے مطالبہ کررہے تھے اور عوامی حکومت ہر مسئلے پر مہر بلب رہی اور خاموشی سے مال بنانے

باقی صفحہ ۲۳ پر

قادیانی .... عفت مآبی کا نیا انداز

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی معنوی ذریت کی عفت مآبی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ باور کرانے کی مکروہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بھی اچھے سے اچھا کام یا کام کا مثبت نتیجہ ان کی شیطانی کوششوں کا مرہون منت ہے گویا اسلام کی روشن تعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے اپنا مکروہ عمل جراحی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ .... (مدیر)

مولانا محمد اشرف کھوکھر

قادیانی اپنی روایتی سیاسی چالوں کو مذہبی کفن پہنا کر قادیانیت کا پرچار کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی معنوی ذریت کی عفت مآبی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ باور کرانے کی مکروہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بھی اچھے سے اچھا کام یا کام کا مثبت نتیجہ ان کی شیطانی کوشش کا مرہون منت ہے گویا قادیاں کے دہقان زادے کی عفت مآبی کا تذکرہ کر کے اسلام کی روشن تعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے اپنا مکروہ عمل جراحی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قادیانی کور چشموں سے کوئی پوچھے کہ چاند پر تھوکنے سے تمہیں کیا ملتا ہے؟

بلا تمہید' قادیانیوں کے روایتی دجل وفریب کا مظاہرہ چند روز قبل اس طرح دیکھنے میں آیا کہ دو نوجوان ہومیو ڈاکٹر ہمارے ہاں تشریف لائے جن میں سے ایک جناب ڈاکٹر گوہر علی صاحب نے "ہومیو پیتھی" ۲۰۹ صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب دکھائی' دیباچہ پڑھا تو قادیانیوں کے روایتی دجل و فریب کے عجیب گل کھلے نظر آئے' کتاب تو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے بارے میں ہے لیکن قادیانیوں نے جو اپنے مکروہ عمل جراحی کا مظاہرہ کیا ہے۔ (الامان والحفیظ)

کتاب کے دیباچہ میں مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نام نہاد خلیفہ کو "مصلح موعود" اور ساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھا گیا ہے (نعوذ باللہ)

حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت اور چودہ سو قمری سال سے امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ "رضی اللہ عنہ" کا دعائیہ جملہ صرف اور صرف خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک صحابیؓ کے لئے بولا' لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ دنیا کا کوئی دوسرا انسان اس دعائیہ جملہ کا مستحق نہیں چہ جائیکہ انگریز کے خودکاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کی معنوی ذریت کے لئے بولا جائے۔ قادیانیوں کی شیطانی چالوں سے اللہ کی پناہ!! قادیانیوں کے مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود کی "عفت مآبی" کے تذکرے تو قادیانی عریاں تصویریں کرتی ہیں یا اس بھیڑ نما بھیڑیے کی شکار شدہ قادیانیت سے تائب ہونے والی شخصیات سناتی ہیں...... یہ ایک مستقل موضوع ہے لیکن سردست یہ کہ قادیانیوں کے کرتوتوں کے باعث "تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء" قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت کے متفقہ فیصلہ پر منتج ہوئی اور اسی طرح ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود قادیانی اپنی مکروہ چالوں سے باز نہ آئے اور "نوکری اور چھوکری" کے چکر کے ذریعہ نسل نو کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالتے رہے اور ملک وملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

قادیانی تاحال اپنی باسی اور متعفن کڑاہی کو ابال دے کر قادیانیت کے پرچار کرنے میں شب وروز اکارت کر رہے ہیں۔ خود اندازہ لگایئے کہ "کتاب ہومیو پیتھی" طریقہ علاج کی ہے لیکن بڑے مکارانہ انداز میں انگریز کے "خودکاشتہ پودا" مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی "عفت مآبی" کا تذکرہ گھسیڑ دیا گیا ہے۔ جناب ڈاکٹر گوہر علی صاحب کے بقول یہ کتاب لاہور سے ایک شخص نے لا کر کراچی میں ہومیو ڈاکٹر بننے والے نئے ڈاکٹرز میں کم قیمت لے کر تقسیم کی گئی ہے اور بقول ان کے مزید تقسیم کی جا رہی ہے۔

افسوسناک المیہ ہے' کیا حکومت پاکستان اور ارباب اقتدار قادیانیوں کی ان مذموم سرگرمیوں سے بے خبر ہیں؟ اگر نہیں ہیں اور واقعی بے خبر نہیں ہیں تو ان بھیڑ نما بھیڑیوں کے مکروہ پنجوں سے نسل نو کی حفاظت کیوں نہیں کی جاتی؟ قادیانیت کے تعفن سے پاک سرزمین کو پاک کیوں نہیں کر دیا جاتا؟

ہم حکومت پاکستان سے بھرپور احتجاج کرتے ہوئے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ کتاب "ہومیو پیتھی" کی اشاعت اور فروخت پر فوری پابندی عائد کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دیرینہ مطالبہ اور پاکستان کے آئینی تقاضے کو فی الفور پورا کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملک بھر میں احتجاج کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

☆☆............☆☆

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
* یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ سے ایک کلاس جاری کی جارہی ہے۔ یہ کلاس ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ کو اختتام پذیر ہوگی۔
* جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
* کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جداامیں سندیافتہ ہونا ضروری ہے۔
* ان حضرات کو قیام و خوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
* امتحان پاس کرنے والے حضرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ میں بطور مبلغ کے بھی رکھا جاسکتا ہے۔
* جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
* تعلیم یکم محرم الحرام ۱۴۲۱ھ کو شروع ہو جائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے: مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے۔ جہاں علما کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دارالتصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔ ☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔
یہ سب: اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں: مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ: 9-487 میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

(حضرت مولانا) خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	(حضرت مولانا) محمد یوسف لدھیانوی مرکزی نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: 7780337